عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۳ تا ۹ شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ جون ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۲۴

چالیس روزہ
دینی و اصلاحی
تربیتی کورس

دنیائے مغرب کی اسرائیل نوازی

تثلیث فی التوحید

شریعت میں
غصہ کا
موقع و محل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مرحوم کی پنشن اس کا ترکہ نہیں، بلکہ گورنمنٹ کا عطیہ ہے

ملک داؤد، لاہور

س:...... مطیع اللہ اور محمد خان دو بھائی تھے، مطیع اللہ نے ۱۹۶۳ء میں شادی کی شادی کے تین یا چار مہینے بعد فوت ہوگیا، کوئی اولاد نہیں چھوڑی، پھر اس کی بیوی کے ساتھ محمد خان نے شادی کرلی، مطیع اللہ کی پنشن اس کی بیوی حضرت بی بی کے نام پر ہے، محمد خان سے حضرت بی بی کے دو لڑکے اور ۵ لڑکیاں ہوئیں جو ابھی زندہ ہیں۔ محمد خان کی دوسری شادی خان بانو سے تھی، اس سے ۵ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو ابھی سب زندہ ہیں، لیکن خان بانو کا انتقال ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء کو ہوا اور محمد خان کا انتقال ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو ہوا، محمد خان نے حضرت بی بی سمیت ایک بیٹا ۲۰۰۸ء میں الگ کردیا، پوچھنا یہ ہے کہ ایک پنشن تو مطیع اللہ کی ہے اور ایک پنشن محمد خان کی ہے، یہ پنشن دونوں بھائیوں کی مشترک ہے یا محمد خان کے ساتھ آخر تک جو بیٹا تھا اس کی ہے؟ علاوہ ازیں ایک مکان جو قبضہ والا ہے، جس میں محمد خان رہ رہا تھا، وہ مشترک ہے یا وہ محمد خان کے ساتھ جو بیٹا تھا اس کا ہے؟ شریعت سے اس کا جواب دیں گے۔

ج:...... صورتِ مسئولہ میں مطیع اللہ مرحوم کی پنشن تو حسبِ سابق اس کی بیوہ حضرت بی بی کو ملے گی، اس میں ان کی سگی اور سوتیلی اولاد کا کوئی حق نہیں، کیونکہ یہ مرحوم کا ترکہ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے عطیہ ہے۔

اسی طرح محمد خان مرحوم کی پنشن بھی حسبِ قانون حضرت بی بی کی ہے، اس کے علاوہ مشترک مکان میں ان کی دونوں بیویوں کی زندہ اولاد اور زندہ بیوی مسماۃ حضرت بی بی سب کا حق ہے جو ان میں شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ مذکورہ مکان کی مارکیٹ قیمت کو مساوی طور پر ۱۶۸ حصوں پر تقسیم کرکے بیوہ کو ۲۱ حصے ہر ایک بیٹے کو چودہ، چودہ حصے جبکہ ہر ایک بیٹی کو سات حصے ملیں گے۔

پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کی شرائط

محمد حنیف، کراچی

س:...... ہماری کزن کو اس کے شوہر نے عرصہ ایک سال پہلے تین طلاق دے دی تھیں، اس شوہر سے دو بچے بھی ہیں۔ ہماری کزن نے عدت گزارنے کے بعد اپنے دوسرے کزن سے شادی کرلی، دوران شادی عورتوں کی بیماری کی وجہ سے آغا خان سے آپریشن کروایا اور اپنا علاج و معالجہ کرواتی رہی۔ دوسرے کزن نے ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے اور چپقلش کی وجہ سے چند مہینہ بعد طلاق دے دی۔ طلاق زبانی تین بار اور تحریری بھی دی ہے، ہماری کزن نے دوسرے کزن کے طلاق دینے کے بعد اس کی بھی عدت گزاری۔ عدت گزارنے کے بعد اب بچوں کی وجہ سے ہماری کزن اپنے پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے اور اس سے نکاح کرنا چاہتی ہے، لیکن اب دوسرا شوہر خاندان میں بدگمانیاں پھیلا رہا ہے کہ ازدواجی تعلقات قائم نہ ہونے کی وجہ سے یہ شادی نہیں کرسکتی، جبکہ ہماری کزن بیماری کی وجہ سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرسکی، لیکن دوسرے شوہر نے تین طلاقیں زبانی اور تحریری دے دی ہیں۔ براہ مہربانی شرعی طور پر راہنمائی فرمائیں کہ اب ہماری کزن پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر دوسری شادی کرنے کے بعد میاں بیوی نے آپس میں ازدواجی تعلقات قائم نہیں کئے اور شوہر نے طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی، البتہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی، کیونکہ پہلے شوہر کے پاس جانے کے لئے دوسرا نکاح اور نکاح کے بعد میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا ضروری ہے، محض نکاح کرلینا کافی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر یہ عورت پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد میاں بیوی وظیفۂ زوجیت ادا کریں، اس کے بعد یہ شوہر اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا وفات پائے تو عدت گزارنے کے بعد یہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے ورنہ نہیں۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ ۔ ۳تا۹ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳تا۳۰/جون ۲۰۱۲ء شمارہ:۲۴

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

امیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب امیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کو اسلامی قوانین کے استعمال سے روکا جائے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
دنیائے مغرب کی اسرائیل نوازی	۷	ڈاکٹر عوض بن محمد القرنی
تثلیث فی التوحید	۱۰	خالد محمود
چالیس روزہ دینی و اخلاقی تربیتی کورس	۱۱	مولانا محمد اشرف ہارون
شریعت میں غصہ کا موقع و محل	۱۳	مولانا فخر الزمان شہیدؒ
آپ ﷺ کی سفارت......(۱۰)	۱۵	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ
حاجی فیاض حسن سجادؒ کا سفر آخرت	۱۷	مولانا محمد یونس ندیم
قادیانی کمپنی تیز ان کا بائیکاٹ.....	۱۹	چوہدری محمد ارشد ایڈووکیٹ
تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کی تدابیر	۲۳	ادارہ
’’میں نے وہ سچائی پالی، جس کی مجھے تلاش تھی‘‘	۲۵	مفتی محمد ساجد قاسمی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

دُنیا سے بے رغبتی

حضراتِ صحابہ کرامؓ کی معیشت کا نقشہ

نہم:... اس حدیث سے حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و منقبت بھی معلوم ہوئی کہ جب ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے، تو انہوں نے اپنے شوہر کو مشورہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اس غلام کو آزاد کردیا جائے۔ بظاہر یہ بہت بڑی قربانی تھی اور عورتیں عموماً مال کی حریص ہوا کرتی ہیں، لیکن تعمیلِ ارشادِ نبوی کے لئے ان محترمہ کا یہ مشورہ دینا ان کے کمالِ عقل و ذہانت، دُنیا سے بے رغبتی اور اللہ و رسول کی رضا میں فنائیت کی دلیل ہے۔

پھر حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے کھڑے کھڑے اس غلام کو آزاد کردینا، جہاں ان کی فضیلت و منقبت ہے، وہاں یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نیک مشورہ کوئی چھوٹا آدمی بھی دے، اس کو قبول کرلینا بھی عین سعادت اور کمالِ فراست ہے۔

دہم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے مشورے کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ: ہر نبی اور ہر خلیفہ کے ساتھ ایک نیکی کا مشیر ہوتا ہے (یعنی فرشتہ)، اور ایک بُرائی کا مشیر ہوتا ہے (یعنی شیطان)، اور حق تعالیٰ شانہٗ جس کی حفاظت فرماتے ہیں وہ بُرائی کے مشیر سے بچالیا جاتا ہے اور اسے نیکی کے مشیر کے مشورے پر عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے، جو اس کو بھلائی کا مشورہ دیتا ہے، اور ایک شیطان مقرر ہے جو اس کو بُرائی کا مشورہ دیتا ہے۔ اس لئے مؤمن کو اس بارے میں بطورِ خاص محتاط رہنا چاہئے کہ وہ غلط مشورہ دینے والے کے مشورے پر عمل نہ کرے، بلکہ بھلائی کے مشیر کے مشورے پر عمل کرے، وباللہ التوفیق!

۶:... "حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ أَبِیْ زِیَادٍ نَا سَیَّارٌ عَنْ سَھْلِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ أَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ: شَکَوْنَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَیْنِ۔ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ إِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۶۰)

ترجمہ:... "حضرت انس بن مالک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے ایک ایک پتھر بندھا ہوا دِکھایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے دِکھائے۔"

یہ واقعہ غالباً غزوۂ خندق کا ہے، بھوک کی شدت میں کمر سیدھی رکھنے کی غرض سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے، اور ان حضرات کو یہ خبر نہ تھی کہ ان کے آقا سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بھوک کی شدت سے بے تاب ہیں، جب ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی تو ان کی تسلی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حالت کا اظہار فرمایا۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زُہد و قناعت، ان کی ریاضت و مجاہدہ اور ان کے صبر و استقلال کا اندازہ ہوتا ہے، اسی کے ساتھ اس حدیث سے دُنیا کی ذلت و حقارت اور خست و دنائت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے، اگر دُنیا کے تنعم اور لذات میں ذرا بھی خیر ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

۷:... "حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ یَقُوْلُ: أَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَیْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا یَمْلَأُ بَطْنَہٗ۔ وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَۃَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ نَحْوَ حَدِیْثِ أَبِی الْأَحْوَصِ وَرَوٰی شُعْبَۃُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ سِمَاکٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ عُمَرَ۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۰)

ترجمہ:... "سماک بن حربؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: کیا تم کو کھانے پینے کی وہ چیزیں میسر نہیں جو تم چاہتے ہو؟ بخدا! میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ردّی کھجوریں بھی اتنی میسر نہیں تھیں جن سے اپنا پیٹ بھرلیں۔"

"دَقَل" ردّی اور خشک کھجور کو کہتے ہیں، مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تو کیا میسر ہوتے، گھٹیا قسم کی ردّی اور خشک کھجوریں بھی اتنی فراغت اور فراوانی سے میسر نہ تھیں جن سے آدمی پیٹ بھرلے۔

(ختم شد)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کو اسلامی قوانین کے استعمال سے روکا جائے

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

ملک عزیز پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، لیکن ملک کے وجود میں آتے ہی اس کی سمت اور اس کا قبلہ لاقانونیت اور لامذہبیت کی طرف پھیر دیا گیا۔ علمائے کرام کی محنت، کوشش اور جہد مسلسل کے نتیجے میں آئین پاکستان میں جو چند اسلامی دفعات اس میں شامل کی گئیں، وہ بھی مخفی قوتوں کی قوت وطاقت کے خوف، ڈر اور مقتدر قوتوں کی حیلہ سازی اور کہہ مکرنیوں کا شکار ہو کر غیر موثر ہو کر رہ گئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کو آئین پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا تو ان کے نکاح وطلاق اور اسی طرح دیگر قوانین کے بارہ میں بھی مسلمانوں سے جداگانہ قوانین مرتب ہونے چاہئیں تھے، جن پر توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے ایک کرم فرما اور دوست جناب الحاج گوہر رحمن نقشبندی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ پشاور نے اپنے خط میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے، جسے من وعن شائع کیا جارہا ہے:

"الحمدللہ! یہ ارض پاک مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت کے طور پر عطا فرمائی ہے۔ اگرچہ یہاں پر غیر مسلم آبادی بھی ہے، لیکن وہ آٹے میں نمک سے بھی کم ہے۔

اسی طرح وطنِ عزیز کے مسلمانوں کے جو مذہبی اور شرعی امور سے متعلق قوانین ہیں وہ بھی نافذ العمل ہیں، جیسا کہ قانون وراثت، ہبہ، تملیک جائیداد، استعمال حق شفع، شادی بیاہ، طلاق، حقوق زن شوئی وغیرہ سے متعلق قوانین۔

مسلمانوں کے علاوہ یہاں جو اقلیتی آبادی ہے، ان کے لئے اپنے قوانین ہیں جیسا کہ پارسی میرج اینڈ ڈائیورس ایکٹ 1936ء، ہندو ویڈوز میرج ایکٹ 1856ء، آنند میرج ایکٹ 1909ء، آریا میرج ویلیڈیشن ایکٹ 1937ء، ہندو قانون وراثت 1928ء، عیسائیوں کے لئے کرسچن میرج ایکٹ 1872ء وغیرہ شامل ہیں۔

مسلمانوں کے لئے جو قوانین ہیں: مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء، فیملی کورٹ ایکٹ 1964ء، گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ 1890ء، قانون انفساخ نکاح ایکٹ 1939ء، قانون جہیز ایکٹ 1976ء وغیرہ شامل ہیں۔

جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1974ء کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی بھی طرح سے اپنے آپ کو نہ تو مسلمان کہہ سکتے ہیں، نہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی بھی دوسرے طریقہ سے قولاً، فعلاً، اشارتاً، کنایتاً کسی کو اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے کے مجاز ہیں۔ نہ ہی کوئی شعائر اسلامی بذریعہ کوئی بات، کلمہ، نشانی، زبانی، تحریری، تقریری، تصویری استعمال کر سکتے ہیں، جس سے کسی کو قادیانی کے مسلمان ہونے کا گمان ہو سکتا ہو۔ ان

سب کو آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 260 میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ غیر مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو کہ غیر مسلم ہو اور اس میں وہ شخص بھی شامل ہے جو عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ مت یا پارسی ہو۔ نیز وہ شخص بھی جو قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہو، سارے غیر مسلم ہیں۔

آئین کی مذکورہ شق میں جتنے بھی لوگ مذکور ہیں، ان سب کے لئے ان کے ازدواجی یا ان سے متعلق دیگر امور سے متعلق ان کے اپنے قوانین نافذ العمل ہیں، جن کی مدد سے وہ عدالت کے ذریعے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈ نکال سکتے ہیں۔ لیکن قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود ان کے لئے کوئی علیحدہ قانون نہیں بنایا گیا، جس کے ذریعے وہ اپنے ذاتی مسائل ازدواجی وغیرہ یا ان سے متعلق دوسرے امور کے تنازعات کے حل کے لئے عدالت سے رجوع کریں۔

اسی بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی لوگ باوجود غیر مسلم ہونے کے، مسلمانوں کے قوانین سے (مسلم فیملی قوانین) "Muslim Family Laws" سے استفادہ کرنے کے لئے عدالتوں میں جاتے ہیں۔ ان کے جو بھی ذاتی امور سے متعلق تنازعات ہوتے ہیں، چاہے میاں بیوی کے درمیان ہوں یا بچوں سے متعلق ہوں یا دیگر اس قسم کے معاملات ہوں اپنے حقوق کے لئے مسلم فیملی قوانین کے تحت عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ عدالتوں کی مجبوری یہ ہے کہ قادیانیوں یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے غیر مسلموں کے لئے کوئی علیحدہ قانون نہیں ہے، اس لئے وہ بھی انہی قوانین کے تحت ان لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ کرتے ہیں۔

یہ بات نہایت غور طلب ہے کہ جب آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان 1974ء کے تحت قادیانیوں اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے تو وہ کس بل بوتے پر مسلمانوں کے شرعی امور سے متعلق قوانین کا سہارا لے کر عدالتوں میں اپنے تنازعات لے جاتے ہیں؟ ان قوانین کے تحت جب قادیانی لوگ قانونی چارہ جوئی کرتے ہیں تو یک گونہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی یہ باور کرانے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ قادیانیوں کا یہ عمل نہ صرف اسلامی قوانین واحکامات سے متصادم ہے بلکہ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 260 سے بھی متصادم ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ جس وقت ان لوگوں کو غیر مسلم قرار دیا جا رہا تھا، اسی وقت ان امور سے متعلق تنازعات اور ان کے حل کے لئے مسلمانوں کے قوانین سے علیحدہ اقلیتی لوگوں کی طرح ایک واضح قانون لاگو کرنا چاہئے تھا، لیکن سالہا سال گزر جانے کے باوجود اس امر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ جو مسلمانوں کے شرعی امور سے متعلق مسلم قوانین ہیں، ان میں ترمیم کی جائے اور اس ترمیم کے ذریعے قادیانیوں اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ان قوانین کے نفاذ سے باہر رکھا جائے اور ان غیر مسلموں کے لئے دوسرے اقلیتی لوگوں کی طرح جداگانہ قوانین بنائے اور نافذ العمل کیے جائیں۔“

ہم ارباب اقتدار اور مسلم سیاسی جماعتوں کے سربراہان اور زعماء سے گزارش کریں گے کہ وہ اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دیں، اس لئے کہ قادیانی اور لاہوری مسلم قوانین سے فائدہ اٹھاتے اور دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ہمارا اسلامی اور مذہبی فریضہ ہے کہ اس اہم مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کر کے اسلامیانِ پاکستان کو قادیانیوں اور لاہوریوں کے مکروفریب سے بچایا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

دنیائے مغرب کی اسرائیل نوازی

کیا ہیں رازہائے دروں؟

تحریر: ڈاکٹر عوض بن محمد القرنی
ترجمہ: نایاب حسن قاسمی

سولہویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ پادری مارٹن لوتھر نے کلیسا اور ان مذہبی راہنماؤں کی اصلاح کی تحریک چھیڑی، جو کتاب مقدس عہد قدیم (توریت) عہد جدید (انجیل) کی تشریح وتبیین کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے، اس کے نتیجے میں ہر پروٹسٹنٹ کو شخصی طور پر کتاب مقدس کے نصوص کو سمجھنے اور ان کی توضیح کی آزادی حاصل ہوگئی۔

مارٹن لوتھر کے اس زبردست اقدام کے بعد عہد قدیم (توریت) پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے لئے یہودیوں کی تاریخ ہی نہیں، بلکہ خود عہد جدید (انجیل) کے مفاہیم تک رسائی کا بھی اہم ذریعہ بن گئی اور عبرانی زبان، جس کا سیکھنا احمقانہ مشغلہ سمجھا جاتا تھا، اب یورپی تہذیب کا ایک اہم جزو سمجھی جانے لگی اور اسے مذہبی تعلیم کے نصاب میں شامل کرلیا گیا، حتی کہ سولہویں صدی کے اخیر میں عبرانی زبان طباعت کی زبان ہوگئی اور عبرانی۔ یہودی روح یورپی علوم وفنون سے گزر کر یورپی تہذیب وثقافت تک میں سرایت کر گئی، چنانچہ فنکار کتاب مقدس کی تصویریں بنانے لگے اور عہد قدیم کے افسانوں اور کہانیوں نے ان ڈراموں کی جگہ لے لی، جو گزشتہ مسیحی بزرگوں کی زندگیوں کے خاکے پیش کرتے تھے اور اس طرح یہودی افکار وتصورات اور اطوار وآداب مسیحی عقائد ونظریات کی جڑوں تک سرایت کر گئے۔

لوتھر کی برپا کردہ اس تحریک کے نتیجے میں جو یہودی افکار وخیالات مسیحی مذہب میں دراندازہوئے ان کے مرکزی محور تین تھے:

۱:...یہود اللہ کے محبوب ترین بندے ہیں۔

۲:...ارض فلسطین یہودیوں کے لئے عطیہ خداوندی ہے اور اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ یہ تمام وکمال انہیں حاصل ہوکر رہے گی۔

۳:...قرب قیامت میں حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا، تا کہ وہ ساری دنیا کے یہودیوں کو ارض فلسطین میں لا بسائیں۔

پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا یہ اعتقاد بن گیا کہ فلسطین میں یہودانِ عالم کی آبادکاری اور صہیونی حکومت کے قیام میں حتی الوسع مساعدت منشائے ایزدی ہے، تا کہ یہ کام حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے، جو ہر قسم کے مصائب سے استخلاص اور امن وسلامتی کے ضامن بن کر آئیں گے، ان عیسائیوں میں یہودیوں کے تعلق سے یہ عقیدہ بھی پھیل گیا کہ وہ فلسطین میں قیامت سے پہلے انتہائی خوش عیشی کے ساتھ ہزار سال گزاریں گے۔

اسی طرح ان عیسائیوں میں ایک اور جدید نظریہ در آیا، جو یہودی افکار ونظریات سے متاثر ہونے کا نتیجہ تھا، اس نظریئے کے ترکیبی عناصر یہ تھے:

عیسائیوں پر توریت میں یہودیوں کے حق میں دی گئی پیشگوئیوں کی تکمیل میں عملی حصہ داری ضروری ہے، فلسطین میں یہودیوں کے وجود کو تسلیم کرانے کی ہر ممکن تگ ودو کرنا، یہودیوں کی ترقیات میں شرکت کی پوری دنیا کو دعوت دینا، ان کے تعلق سے چہار سو پھیلے ہوئے تحقیر وتذلیل کے رویئے کے خاتمے کی کوشش کرنا اور دنیا کے مختلف خطوں میں ان پر ہونے والے ظلم وستم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور اسے روکنے کا مطالبہ کرنا۔

حالانکہ ایک زمانہ وہ تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان محض کشت وخون کا علاقہ تھا، چنانچہ برطانیہ کے شاہ "جان ملک" نے اپنے دورِ اقتدار میں یہ عمومی حکم صادر کررکھا تھا کہ ملک کے گوشے گوشے سے تمام یہودیوں کو گرفتار کرکے پس دیوار زنداں دھکیل دیا جائے۔ اسی طرح ''ہنری سوم" نے اپنے زمانے میں یہودیوں کو پکڑ پکڑ کر سخت سزائیں دیں اور انہیں اس پر مجبور کیا کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک تہائی حصہ ملک کے بیت المال میں جمع کیا کریں، اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی فطرت خست اور ہوس زر کی آسودگی کی خاطر برطانیہ کے مالی بجٹ کو کافی خسارے سے دوچار رکھا تھا۔

فرانس کے حکمراں "لوئس آگسٹس" نے اپنے عہد حکومت میں تمام یہودیوں کو ملک بدر کردیا تھا اور ان کی تمام مذہبی کتابیں (بالخصوص تلمود) نذر آتش کردی تھیں۔

اس کے علاوہ یورپ کے بہت سے مسیحی ممالک ایسے تھے جہاں یہودیوں کو زبردستی عیسائی بنایا جاتا ورنہ ان کی آنکھیں پھوڑ دی جاتیں، اعضائے جسمانی کاٹ ڈالے جاتے، قید خانوں کی تاریک کوٹھریوں میں ڈال دیا جاتا اور ان پر ایذا

رسائی و تعذیب کے گوناگوں طریقے آزمائے جاتے، تاریخ کے اوراق میں یہ حقائق پوری طرح ثبت ہیں۔

پھر یہودیوں کے تئیں نفرت کی یہ عام فضا صرف سیاسی طبقوں ہی تک محدود نہ تھی بلکہ قرونِ وسطیٰ کے مذہبی وادبی طبقہ میں بھی ایسے لوگوں کی ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی تھی، جن کا کام صبح وشام یہودیوں پر نفرین بھیجنا تھا، اسی جماعت کا ایک شاعر یہودیوں کے تئیں اظہارِ نفرت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ یہود حقیر، بدبودار، بے حیا اور حاسد لوگ ہیں، یہ بیماریوں کو پھیلانے والے، کمتر، بیکار، ناپسندیدہ اور خسیس لوگ ہیں، یہ گندے، بخیل، عداوت پیشہ، تنگ ظرف، احسان فراموش اور دشمنی میں حد سے گزرنے والے لوگ ہیں، شرافت و ایمانداری اور ہر قسم کی پاسداری کو انہوں نے پوری ڈھٹائی سے بیچ دیا ہے۔"

پوپ پولس چہارم کا قول ہے:

"یہ لوگ صرف غلامی کی زندگی گزارنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، یہ انتہائی ذلیل لوگ ہیں۔"

یہودیوں کے ساتھ مسیحی تعلقات کی یہی نوعیت صدیوں تک برقرار رہی، تا آنکہ لوتھر کی انقلابی تحریک نے عیسائیوں کے افکار و خیالات اور یہودیوں کے تئیں ان کے عام رجحانات بدل ڈالے، حتیٰ کہ ارضِ فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری افسانوی روایت سے ایک ایسے مسلم عقیدے میں تبدیل ہوگئی، جس کا تعلق ظہورِ مسیح سے جوڑ دیا گیا (عیسائیوں کے پیشرو مذہبی راہنما یہودیوں کے فلسطین میں اقامت گزینی کے عقیدے کو افسانے سے زیادہ کا درجہ دینے کو تیار نہ تھے) اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب لوتھر نے عہدِ قدیم (توریت) پر مذہبی اشخاص کی اجارہ داری کے خاتمے کا اعلان کردیا تو یہودیوں نے عام عیسائیوں میں پورے شد ومد کے ساتھ اپنی ان منگھڑت روایتوں کی تشہیر شروع کردی جو انہیں معزز اور محبوبینِ بارگاہِ الٰہ ثابت کرتی تھیں اور سرزمینِ قدس کو ان کے لئے عطیۂ خداوندی قرار دیتی تھیں۔

اس طرح ارضِ فلسطین عیسائی و یہودی ہر دو فرقوں کا بے دلیل مذہبی و دینی ورثہ ٹھہرا، عام مسیحیوں کا موقف بدلا، یہود و نصاریٰ کے راستے ایک ہوگئے، دونوں نے ہاتھ سے ہاتھ اور کندھے سے کندھا ملایا، سرزمینِ قدس پر اسرائیل حکومت کی تاسیس وتوسیع کو عیسائی دنیا اپنا مذہبی فریضہ سمجھنے لگی اور تب ہی سے ہم مسلسل مشاہدہ کررہے ہیں کہ وہ کس بے حیائی و بددیانتی کے ساتھ عالمی دہشت گرد اسرائیل کی پشت پناہی میں مصروف ہے۔

۱۹۵۴ء میں امریکی سفیر برائے اسرائیل کا یہ بیان اس حقیقت سے اچھی طرح پردہ اٹھاتا ہے، جس میں انہوں نے یہودیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"آپ کی حکومت کی اساس گزاری میں ہماری حکومت نے جو تعاون اور خدمات پیش کی ہیں، ہمیں اس پر فخر ہے اور ہم سب (یہود و نصاریٰ) پر جو اپنی تہذیب و ثقافت اور انبیائے بنی اسرائیل کے الہامات پر یقین رکھتے ہیں، ارضِ قدیم (فلسطین) پر ایک نئی قوم اور ایک جدید حکومت کی تشکیل واجب ہے۔"

ان دونوں کا یہی مشترکہ دینی ورثہ موجودہ عیسائی: یہودی تعلقات کا اصل سبب ہے، جن میں مرورِ ایام کے ساتھ مزید استحکام آرہا ہے اور جو آئے دن پیش آنے والے حادثات و واقعات سے اور روشن ہورہے ہیں۔

اس کے علاوہ موجودہ عیسائی، یہودی تعلقات کو توانائی بخشنے والے اور بھی اسباب ہیں، جن میں ایک اہم بلکہ بہت حد تک مرکزی سبب دونوں کی مشترکہ اسلام دشمنی اور اسلامی بیداری کا مشترکہ خوف ہے۔

یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی تو ان کا قدیم آبائی سرمایہ ہے، جس کی طرف قرآن کریم نے متعدد جگہوں پر اشارہ کیا ہے:

۱:..."مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ." (البقرہ:۱۰۵)

"وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ." (البقرہ:۱۰۹)

"وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ." (البقرہ:۱۱۹)

"وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا." (البقرہ:۲۱۷)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے ان کی اس سخت اور ازلی دشمنی کی وجہ، اسلام اور اس کے ماننے والوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں فضل اور انہیں پوری دنیا کے اقوام و مذاہب پر برتری اور تفوق بخشنا ہے۔

۱۹۶۷ء میں امریکی وزارت خارجہ کے پالیسی ساز ادارے کے سربراہ کا وہ بیان یہود و نصاریٰ کی ازلی اسلام دشمنی کا سچا آئینہ دار ہے، جس

میں اس نے پوری صراحت کے ساتھ کہا تھا:

''یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امریکا مذہبی روایات، عقائد اور نظام حکومت کے حوالے سے مغربی دنیا کے تکمیلی جز کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وہ چیز ہے، جس کی وجہ سے اسے مشرقی اسلامی دنیا، بلکہ دین اسلام اس کے افکار و نظریات اور اس کے عقائد کی مخالفت کرنے اور صیہونی حکومت کی موافقت میں کھڑے ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا، کیونکہ اگر امریکا اس کے خلاف کوئی موقف اختیار کرتا ہے تو یہ اس کے سیاسی ہی نہیں، بلکہ لسانی، روایتی، تہذیبی اور مذہبی تشخصات کی بھی خلاف ورزی ہوگی۔''

سابق برطانوی وزیراعظم کا یہ بیان بھی چونکا دینے والا ہے کہ:

''ہم کبھی بھی بوسنیا اور ہرزیگووینا کے مسلمانوں کو مسلح نہیں دیکھ سکتے، ہم اقوام متحدہ پر مسلسل دباؤ بنائیں گے کہ وہ بوسنیا کے مسلمانوں کو اسلحہ رکھنے سے روکے اور مسلم حکمرانوں کو فرضی امن مذاکرات میں الجھائے رکھے، تاکہ کوئی بھی مسلم ملک ان کے امداد کے حوالے سے کسی نوع کی سرگرمی نہ دکھا سکے۔''

ایک اور تنگ انسانیت اور کٹر اسلام دشمن فرانسیسی مستشرق کا یہ بیان کس قدر تکلیف دہ ہے کہ:

''محمد (فداہ ابی وامی) کا دین جذام کی طرح ہے، جو لوگوں میں پھیل رہا ہے اور انہیں بری طرح ہلاک کررہا ہے، بلکہ یہ انتہائی خطرناک، ذہنوں کو مفلوج اور عقلوں کو ناکارہ بنادینے والا مرض ہے یا تو یہ مذہب تعطل، کاہلی اور بے کاری پر ابھارتا ہے یا پھر خونریزی وشراب خوری پر، میری رائے میں کم از کم مسلمانوں کے پانچویں حصے کو تو سرے سے ختم ہی کردینا چاہئے اور جو بچ رہیں، ان سے سخت بیگار لیا جائے، کعبہ کو منہدم کردیا جائے اور محمد کی قبر کو کھود کر ان کی نعش کسی ادنیٰ درجے کے میوزم میں ڈال دی جائے۔ (نعوذ باللہ)''

قدآور اسرائیلی راہنما ''ڈیوڈ بن گارین'' کے اس بیان سے بھی یہود و نصاریٰ کی مشترکہ اسلام دشمنی اور اسلام بیداری سے ان کے خوف کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے:

''ہمیں سب سے زیادہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں عالم عربی میں پھر کوئی محمد (فداہ ابی وامی) نہ پیدا ہوجائے۔ (یعنی کوئی ایسا مرد جگردار، جو آپؐ کے پیغامات و تعلیمات کو لے کر اٹھے اور عالم پر چھا جائے)۔''

اسلام کے تئیں پوری دنیائے مغرب کے یہود و نصاریٰ کی یہی نفسیات ہیں، خواہ سیاسی طرح پر ہوں یا مذہبی و عوامی پیمانے پر گو کہ اسلامیان عالم کے قائدین یا تو اس حقیقت سے بے خبر ہیں یا اگر باخبر ہیں تو خواب غفلت سے بیداری ان کے لئے ''کارے دارد!۔''

ایک اور چیز ہے، جو صدیوں سے باہم دست و گریباں رہنے والے یہود و نصاریٰ کی حیرت انگیز دوستی اور اتحاد کے اہم عامل کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ دنیائے مغرب کے مرکزی اداروں اور مسیحی معاشروں پر یہودیوں کا زبردست اثر ونفوذ ہے۔

صرف ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ان کی آبادی اسرائیل کی آبادی سے دوگنی ہے اور وہ وہاں کے تمام حساس عہدوں پر بھی فائز ہیں مثلاً: وزارت خارجہ، وزارت صحت، وزارت تعلیم و تربیت، ہائیکورٹ سربراہی، امور خارجہ کے مشاورتی بورڈ کی رکنیت، مجلس عاملہ کی سربراہی وغیرہ، اسی طرح امریکا کے صدارتی انتخابات کی تمام تر سرگرمیوں میں حیرت انگیز حد تک وہ لوگ سرمایہ کاری کرتے ہیں تاکہ منتخب ہونے والا صدر اپنی ہر حرکت وعمل میں ان کے اشارۂ ابرو کا پابند رہے۔

دوسری طرف چونکہ امریکا میں یہودیوں کی مجموعی تعداد کل امریکی عوام کا بیس فیصد ہے اور وہ امریکی اقتصادیات کے تمام مرکزی اداروں پر قابض بھی ہیں، اس لئے امریکا میں سب سے زیادہ مضبوط معیشت یہودیوں ہی کی ہے۔

اسی طرح مغربی ذرائع ابلاغ جو رائے عامہ ہموار کرنے اور پوری دنیا کے انسانوں کے افکار و خیالات سے کھلواڑ کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہے، اس پر بھی تسلط جمانے اور اپنی خواہش کے مطابق رائے عامہ کی تشکیل میں یہودی پوری طرح کامیاب ہیں، چنانچہ یومیہ شائع ہونے والے کل امریکی اخبارات ۱۷۵۹ کے نصف پر تو انہیں براہ راست اور عملی طور پر اثر ونفوذ حاصل ہے، جبکہ بقیہ نصف پر ان کا کنٹرول جزوی ہے، امریکا کے مشہور اخبارات نیو یارک ٹائمز، واشنگٹن پوسٹ، ٹائم، نیوز ویک، ان سب کا فکری سانچہ از سرتا پا یہودیت میں ڈھلا ہوا ہے، اس کے علاوہ پچاس فیصد امریکی نشریاتی ادارے بہ تمام وکمال ان کے قبضہ وتصرف میں ہیں۔

یہ وہ اسرار واسباب ہیں، جن کی وجہ سے مغربی دنیا پوری ڈھٹائی کے ساتھ اسرائیل کے دست وبازو کو تقویت پہنچانے میں مصروف ہے اور وہ ہے کہ:

''بنا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا''

تثلیث فی التوحید

خالد محمود، سابق یوئیل کندن

نصاریٰ سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

’’اور یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تین ہیں، اس اعتقاد سے باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔‘‘ (النساء:۱۷۱)

تثلیث فی التوحید کی شرکیہ اصطلاح کا خالق موجد ’’طرطلیان‘‘ نامی ایک شخص ہے، مسیحی دنیا کی مستند کتاب ’’قاموس الکتاب‘‘ اس کا اقرار و اعتراف کن الفاظ میں کرتی ہے، ملاحظہ ہو:

’’مسیحی ایمان کا مرکزی عقیدہ یہاں یہ بیان کرنا اشد ضروری ہے کہ مسیحی عقیدہ تثلیث نہیں، بلکہ تثلیث فی التوحید ہے، لفظ تثلیث کتاب مقدس میں موجود نہیں، اصطلاح تثلیث فی التوحید پہلی مرتبہ دوسری صدی عیسوی کے آخری عشرہ میں بزرگ طرطلیان نے استعمال کی اور یہ مسئلہ مسیحی علم الٰہی میں اس شکل میں چوتھی صدی عیسوی میں بیان کیا گیا، تاہم یہ مسیحی مذہب کا بنیادی، امتیازی اور جامع مسئلہ ہے۔‘‘ (قاموس الکتاب، ص:۲۳۲)

تثلیث فی التوحید کے سلسلہ میں اوپر مذکور اس مسیحی عقیدہ کے حوالہ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ مسیحی دنیا کی ’’مقدس بائبل‘‘ لفظ تثلیث یا تثلیث فی التوحید سے پاک ہے، یعنی بائبل اپنی تمام تر تحریفات کے باوجود آج بھی اس خود ساختہ عقیدہ کو کہیں بیان نہیں کرتی، کیونکہ بائبل خود اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کو بیان کرتی ہے:

’’اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔‘‘ (۱-کرنتھیوں ۸ آیت:۴)

اور مرقس کی انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔‘‘

(مرقس کی انجیل، باب:۱۲، آیت:۲۹)

اور یوحنا کی انجیل میں ہے:

’’اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔‘‘

(یوحنا کی انجیل، باب:۱۷، آیت:۳)

بائبل کی اوپر درج کردہ آیات سے یہ بات بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ذات ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

پھر یہ کہ تثلیث فی التوحید کی اصطلاح تو چوتھی صدی عیسوی میں پہلی بار مسیحی علم الٰہی کی صورت میں عقیدہ کی شکل اختیار کر کے وجود پذیر ہوئی، اور اب اگر ہم مسیحی عقائد کے حوالے سے دوسری اور تیسری صدی کو چھوڑ کر صرف پہلی صدی عیسوی کو لیں۔ تو کیا تاریخ کے طور پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پہلی صدی عیسوی کے مسیحی صحیح عقیدہ اور ایمان پر نہ تھے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور صراط مستقیم کی تعلیمات لے کر تشریف لائے تھے اور اسی واحدانیت اور صراط مستقیم پر آپ کے حوارین اور دیگر امتی کاربند تھے، لہٰذا جو لوگ عقیدہ تثلیث فی التوحید کی خود ساختہ اصطلاح پر قائم ہیں اور اس عقیدہ کی بنیاد پر حضرت مسیح علیہ السلام کو ’’خدا کا بیٹا‘‘ یا خدا کہتے ہیں، ان کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی کافی ہے:

’’جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے، اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند اے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے، اس وقت میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی: اے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔‘‘

(متی کی انجیل، باب:۷، آیت:۲۱تا۲۳)

☆☆..................☆☆

چالیس روزہ دینی واخلاقی تربیتی کورس

مولانا محمد اشرف ہارون

کسی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے بچے اور نوجوان ہوتے ہیں، اس لئے کہ یہی آگے چل کر مستقبل کے معمار بنیں گے، چنانچہ اسی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے والدین کے اوپر خصوصاً ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت بچپن ہی سے اس ڈھنگ سے کریں کہ ان کے رگ وریشہ میں دین اسلام کی روح اور اسلامی جذبات وکیفیات سرایت کر جائیں۔

یاد رکھئے! بچپن اور ابتداءِ جوانی یہ انسانی زندگی کے ابتدائی تربیتی ادوار ہیں، اگر ان میں خدانخواستہ صحیح دینی واخلاقی تربیت نہ ہو تو پھر مستقبل میں نہ صرف یہ کہ اس غلطی کا تدارک بے حد مشکل ہو جاتا ہے، بلکہ ساتھ ساتھ اس کے ابتدائی بھیانک نتائج واثرات بھی معاشرے پر مرتب ہوتے نظر آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ خود قرآن کریم اور احادیثِ مقدسہ میں بچوں کو بنیادی ضروری عقائد، احکام ومسائل کی تعلیم دینے اور ان کے مطابق عمل کرانے کی محنت وجدوجہد کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے، بلکہ بطور نمونہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد کے بارے میں دینی فکر کے واقعات کو بھی صراحۃً بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ۔“ (التحریم:۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن (سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں۔“

ایک روایت میں ہے کہ:

”جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں، مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے، اُن کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔“

(روح المعانی)

حضرات فقہاء کرامؒ نے فرمایا کہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔

(ماخوذ از معارف القرآن، ج:۷، ص:۵۰۳،۵۰۲)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

”وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ۔“ (مریم:۵۵)

ترجمہ: ”اور وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

”اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ۔“ (البقرۃ:۱۳۳)

ترجمہ: ”اور جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدے کے لئے) پوچھا کہ تم لوگ میرے بعد (مرنے کے بعد) کس کی پرستش کرو گے؟۔“

حدیث شریف میں ارشاد ہے:

”عن عبداللّٰہ قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ۔“

(بخاری، ج:۲، ص:۷۷۹)

ترجمہ: ”یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص راعی (ذمہ دار، نگہبان) ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔“

مندرجہ بالا آیات اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی واخلاقی تربیت کرنا والدین کی اہم ذمہ داری ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ بچے یا نوجوان اگر تربیت سے عاری ہوں گے تو بلاشبہ وہ فسق وفجور، الحاد وگمراہی میں پروان چڑھیں گے اور نفس امارہ کی خواہشات اور شیطانی وساوس کے پیچھے چلیں گے،

جس کی وجہ سے دنیا وآخرت کے خسارے میں مبتلا ہوجائیں گے، لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔

آپ بخوبی واقف ہیں کہ موسم گرما کی تعطیلات کا جس طرح بچوں کی دینی واخلاقی ترقیوں کا ذریعہ بن سکتی ہیں، اسی طرح غلط نہج اور برے رخ پر لے جانے کا سبب بھی ہوسکتی ہیں، چنانچہ اگر موسم گرما کی ان طویل تعطیلات میں بچوں اور نوجوانوں کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا تو قوی خطرہ ہے کہ یہ اپنے قیمتی اوقات کو روڈوں، انٹرنیٹ کیفوں یا برے دوستوں کی صحبت میں گزار کر دینی، اخلاقی اور عملی اعتبار سے انتہائی پستی کی طرف چلے جائیں گے، اس لئے ان تعطیلات میں والدین کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ ان کی کڑی نگرانی کریں اور ان کے اوقات کو غلط کاموں اور فضولیات میں ضائع ہونے سے بچائیں، بلکہ بہتر یہی ہے کہ ان کے لئے کسی عمدہ دینی مشغلہ کا انتخاب کریں۔

نیز ان تعطیلات میں امت کے علماء، مبلغین اور خصوصاً ائمہ مساجد کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، کیونکہ بلاشبہ محلّے کے بچے ان ائمہ کی رعیت میں داخل ہیں اور وہ ان کے بارے میں عنداللہ مسؤل ہیں، اسی ضرورت کے پیش نظر گرمیوں کی تعطیلات میں اسکول وکالج کے طلبأ کے لئے تربیتی سلسلہ قائم کرنے کے لئے کچھ عرصہ قبل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے اساتذہ کرام نے کافی غور وخوض اور انتہائی جدوجہد کے بعد ایک چالیس روزہ دینی واخلاقی تربیتی کورس ”تعلیم وتربیت“ کے نام سے مرتب کیا ہے جو الحمدللہ گزشتہ چند برسوں سے کراچی کے علاوہ ملک کے کئی شہروں کی مساجد میں باقاعدہ اہتمام سے پڑھایا جارہا ہے اور اس کی بدولت بچوں اور نوجوانوں میں غیر معمولی اور بے مثال تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، اس لئے کہ اس کورس میں مسلمان کی بنیادی تعلیمی وعملی ضرورتوں کو سامنے رکھا گیا ہے اور انداز بیان عام فہم اور رواں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، اسی طرح منتخب مضامین کے انتخاب کی مرکزی سوچ بھی رکھی گئی ہے کہ ایک مسلمان بچہ قرآن وسنت اور احکام شریعت سے بنیادی ضروری مناسبت کا حامل بن سکے، مثلاً منتخب قرآنی آیات مع ترجمہ وتفسیر اور پھر ان کے تحت مختصر اسلامی آداب وتشریح احکام، منتخب احادیث مقدسہ مع ترجمہ وتفسیر، اسلام کے بنیادی ارکان، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کا تعارف اور ان کے بنیادی احکام و مسائل، سیرت نبویہ (علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات) اور عربی زبان کا شوق پیدا کرنے کے لئے عربی جملے انگریزی ترجمہ کے ساتھ اور دیگر تربیت واصلاحی مضامین وغیرہ۔

الغرض یہ کورس جس طرح بنیادی عقائد واحکام سکھانے کا بہترین ذریعہ ہے، اسی طرح والدین کی طرف سے بچوں اور نوجوانوں کے لئے موسم گرما کی تعطیلات کو قیمتی بنانے کا بہترین سبب بھی ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے اساتذۂ کرام کی طرف سے اس کورس کا آغاز درحقیقت ایک ”دعوت فکر“ ہے اور قوم کے نوجوانوں اور بچوں کی دینی واخلاقی تربیت کے لئے مثالی زینہ بھی ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو مسجد کا دینی ماحول فراہم کرنا ہے اور ان طلبہ کی اسلامی تعلیمات سے ایک گونہ وابستگی پیدا کرنا ہے۔

ہمارے اساتذہ کرام اس عظیم دینی خیرخواہی کے جذبہ کے تحت علماء کرام، ائمہ مساجد اور خصوصاً والدین سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس فکر سامی اور کار خیر کو آگے بڑھانے میں اور اپنے بچوں کے مستقبل کو دینی رُخ دینے میں بھرپور کوشش کریں گے، ان شاء اللہ! اس سے بچے نیک سیرت، باکردار اور شریف وخلیق بن کر آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گے۔

جو حضرات جامعہ کے اساتذہ کا مرتب کردہ کورس پڑھانا چاہیں وہ یہ ”کورس“ جامعہ کے شعبہ ”مجلس دعوت وتحقیق اسلامی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی“ سے رجوع کرسکتے ہیں۔ ☆☆☆

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جدید ایڈیشن

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت وکشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ ومامون رکھا۔ ☆ دلیر اور نڈر ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہ کے لال کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جادو بیان خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ پیران عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ وتابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ لاہور کے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

علماء، طلباء اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595

شریعت میں غصہ کا موقع ومحل

ہمارے دوست ومحب مولانا فخرالزماںؒ صالح نوجوان اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے خادم خاص تھے۔ سفر وحضر میں حاضر باش رہتے تھے۔ حضرت جلال پوریؒ کے ساتھ ہی شہید ہوئے اور آج بھی اپنے شیخ ومربی کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں۔ مولانا شہیدؒ کے کاغذوں میں سے یہ مضمون دستیاب ہوا ہے، جسے ہم نذر قارئین کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مولانا فخرالزماں، شہیدؒ

قدرت نے انسان کے اندر کئی فطرتیں پیدا کی ہیں، ان فطرتوں میں سے ایک فطرت غیظ وغضب کی بھی ہے، پھر ہر فطرت کا ایک محل رکھا ہے جیسے بھوک لگنا ایک فطرت ہے، اس کا علاج کھانا کھالینا ہے، اسی طرح نیند کا آنا انسانی فطرت ہے، اس کا حل سولینا ہے، اسی طرح سردی وگرمی کا محسوس کرنا اور اس سے بچاؤ کی تدابیر وغیرہ۔ ٹھیک اسی طرح غصہ کا آنا اور اس کا اظہار یہ بھی فطرت انسانی میں سے ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ غصہ کا علاج اور کن کن مواقع پر غصہ کرنا شریعت مطہرہ نے بیان کیا ہے؟

غصہ آنے کی کئی وجوہات ہیں، ان میں سے خلاف فطرت کسی عمل کا دیکھنا، کسی امر یا طلب کا پورا نہ ہونا یا وہ عوامل جن کی بنا پر نفس وجان کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور دین فطرت ہے پھر ہر انسان کی پیدائش بھی دین فطرت پر ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

"مامن کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ." (مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ: "ہر پیدا ہونے والا بچہ ایک فطرت پر پیدا ہوتا ہے (یعنی فطرت اسلام پر) پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔"

اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ." (الروم)

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی مایہ ناز تفسیر، تفسیر عثمانی میں رقم طراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ہی ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کرسکے اور بداُ فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گردوپیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق اختیار کرکے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو "حنفاء" پیدا کیا پھر شیطان نے اغواء کرکے انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہرحال دین حق، دین قیم، دین حنیف وہ ہے کہ اگر انسان کو اس کی فطرت مخلی بالطبع چھوڑ دیا جائے تو اپنی طبیعت سے اسی کی طرف جھکے، تمام انسانوں کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بنائی ہے جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں، فرض کرو اگر فرعون یا ابوجہل کی اصلی فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو ان کو قبول حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا، جیسے اینٹ، پتھر یا جانوروں کو شرائع کا مکلف نہیں بنایا، فطرت انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے اصول مبہمہ کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں، گو ان پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"یعنی اللہ سب کا مالک، حاکم، سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کا زور اس پر نہیں، یہ باتیں سب جانتے ہیں، اس پر چلنا چاہئے، ایسے ہی کسی کے مال وجان کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا، ہر کوئی بُرا جانتا ہے، ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے۔ اس (راستہ) پر چلنا وہی دین سچا ہے یہ امور فطری تھے مگر ان کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے سکھلا دیا ہے۔"

تو غصہ کا آنا بھی فطرت انسانی میں سے ہے۔ شریعت میں اس کا موقع ومحل یہ ہے کہ انسان کوئی بھی ایسا عمل جو خلاف شریعت ہو اس کو دیکھ کر اس کا اظہار

کرے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: "تم میں سے اگر کوئی شخص خلاف شریعت کوئی کام ہوتا دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روک دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ اس کو دل سے بُرا جانے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۴۰)

اس حدیث میں واضح طور پر اس بات کا حکم ہے کہ کوئی بھی ایسا کام جو خلاف شریعت ہو اور اس سے شریعت نے منع کیا ہو، اگر کوئی آدمی اس کو ہوتا دیکھے تو عین فطرت ہے کہ اس پر غصہ آنا چاہئے اور اس کو روکنے کی حتی المقدور کوشش کرنا چاہئے۔ اگر اس کے روکنے کی طاقت اور استعداد نہیں ہے تو کم از کم اس عمل پر غصہ آنا اور اس پر ناگواری کا اظہار کرنا جزو ایمان میں سے ہے، جیسا کہ امام غزالیؒ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف احیاء علوم الدین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب میں لکھا ہے:

"خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ: قوموں میں سے بدترین قوم وہ ہے جو عدل و انصاف سے فیصلہ نہ کرے اور بدتر قوم وہ ہے جو لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے۔"

حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ اللہ رب العزت تم پر ایسے حکمران مسلط کر دیں گے جو ظالم ہوں گے، تمہارے بزرگوں کی عزت نہیں کریں گے، تمہارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھائیں گے اور تمہارے بہترین لوگ ان کے خلاف بددعا کریں گے، لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی اور وہ مدد طلب کریں گے ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: زندوں میں مردہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے جواب دیا: "وہ جو برائی کو نہ ہاتھ سے روکے، نہ زبان سے روکے، نہ دل سے روکے۔"

آپ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو مردار گدھے سے بھی بدتر سمجھیں گے۔"

> "تم میں سے اگر کوئی شخص خلاف شریعت کوئی کام ہوتا دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روک دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ اس کو دل سے بُرا جانے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۴۰)

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کی نافرمانی اور برائی جب کم ہو تو نقصان صرف نافرمان اور گناہگار ہی کو پہنچتا ہے، لیکن جب معصیت، اللہ کی نافرمانی اور گناہ عام ہو جائے اور کوئی اس کو روکنے والا نہ ہو تو اس کا عذاب اور نقصان بھی عام ہوتا ہے۔

حضرت کعب احبار نے حضرت ابومسلم خولانی سے پوچھا کہ قوم میں آپ کا کیا مرتبہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بہت اچھا، حضرت کعب نے فرمایا کہ تورات میں تو اس کے خلاف لکھا ہے۔ حضرت ابومسلم خولانی نے پوچھا کہ کیا لکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "اس میں تو لکھا ہے کہ جب کوئی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے تو اس کا مرتبہ قوم والوں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔" حضرت ابومسلم نے فرمایا: تورات نے سچ کہا اور ابومسلم نے غلط کہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جس کے ذریعہ تم کسی پر غلبہ پاؤ گے وہ جہاد بالید ہے، پھر جہاد باللسان ہے، پھر جہاد بالقلب ہے اور جو دل اچھی بات کو اچھا نہ جانے اور بُری بات کو بُرا نہ جانے وہ اوندھا ہو جاتا ہے۔

ان تمام ارشادات کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت نے غصہ کا محل ان چیزوں کو بتلایا ہے جو اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری سے روگردانی کروائے اور ان جگہوں پر جہاں اللہ کے احکامات ٹوٹ رہے ہوں وہاں غصہ کرنا جزو ایمان بتلایا ہے۔

لیکن آج امت مسلمہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہو کر اپنے غصہ کا اظہار کر رہی ہے کوئی اپنے دنیاوی مفادات پورے نہ ہونے پر غصہ کر رہا ہے تو کوئی دوسرے مسلمان بھائی کا حق غصب کرنے کے لئے مشتعل ہے۔ بجائے اس کے کہ امت مسلمہ متحد ہو کر کفار و اعدائے دین کے خلاف اپنی اس فطرت کا اظہار کریں وہ باہم ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں، جس کی بنا پر ذلت و خواری اس کا مقدر بن چکی ہے اور یہ اپنے منصب و فرائض سے غافل غیروں کی پیروی کرنے میں کوشاں ہیں۔

جب تک مسلمان شریعت کے مقرر کردہ طریقے پر نہیں چلے گا ناکامی و نامرادی اس کا مقدر بن کر رہے گی اور جب وہ شریعت کے بتلائے ہوئے اور اس کے مقرر کردہ راستہ پر چلنے لگے گا تو کامیابی و کامرانی اس کی قدم بوسی کرے گی۔ ☆☆☆

آپ ﷺ کی سفارت

قسط:۱۰

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

خداوندی سفیر کو صرف عرب و حجاز ہی کی نہیں بلکہ دنیا بھر کی چونکہ اصلاح منظور تھی اور اب تک اہل مکہ نے آئے دن کے نزاع و جدال اور شب و روز کے جنگ و قتال سے اتنی مہلت ہی نہ لینے دی تھی کہ آپ دوسرے ممالک کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں، اس لئے اس معاہدہ صلح کی تکمیل ہوتے ہی جبکہ دس سال تک جنگ کے موقوف رہنے کا اطمینان ہوگیا، تو اطراف دنیا میں صلاح و فلاح کی بارش برسانے کی طرف آپ متوجہ ہوگئے اور ممالک مختلفہ کے سلاطین و فرمانرواؤں کے پاس اس مضمون کے خطوط روانہ کئے کہ "جو طریقہ و مذہب میں لے کر آیا ہوں چونکہ اس میں ہر قسم کی فلاح و بہبودی مشتمل ہے، اس لئے میرا اتباع اور میری لائی ہوئی شریعت و قانون پر عمل کرو ورنہ تمہارے ساتھ تمہاری رعایا بھی تباہ ہوگی اور ان کی گمراہی کا وبال بھی تم ہی پر پڑے گا۔" چنانچہ آپ کے قاصد آپ کی مہر کردہ تحریرات لے کر ادھر ادھر بادشاہان مختلفہ کے پاس پہنچے اور ان باسطوت و جلال شاہی درباروں میں جہاں ہر شخص کا پہنچ کر بات کرنا بھی دشوار تھا نہایت دلیری اور بہادرانہ لہجہ میں گفتگو کرکے اور والا نامہ پہنچا کر اس سفارت کو انجام دیا۔ ہرقل شاہ روم کے پاس حضرت دحیہ بن خلیفہ پہنچے اور کسریٰ شاہ فارس کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہ، نجاشی بادشاہ حبش کے نام کی سفارت حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے انجام دی، اور مقوقس شاہ مصر کے نام کی سفارت حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے منذر بن ساوی شاہ بحرین کے نام کا خط حضرت علا بن الحضرمی نے پہنچایا اور عمان کے دونوں بادشاہ جیفر بن جلندی و عبد بن جلندی کے نام کا خط حضرت عمرو بن العاص نے حاکم یمامہ ہودہ بن علی کو حضرت سلیط بن عمرو نے والا نامہ حوالہ کیا اور حاکم دمشق حارث بن ابی شمر کو حضرت شجاع بن وہب نے۔ غرض جہاں تہاں آپ کے پر زور دعوے کا تذکرہ ہونے لگا اور کسی نے آپ کی صداقت آپ کے طرز تحریر کو دیکھ کر اور حالات زندگی کو سن کر معلوم کرلی اور کسی نے اپنی حکومت و سلطنت کے غرہ میں اس پیام رسانی کو بھی اپنا ہتک سمجھا اور آمادہ جنگ و جدال ہوگیا، خداوندی سفیر جس کی ہر اعانت و امداد کا ذمہ اس کے بھیجنے والے خدا نے لیا تھا لڑائی کے ہولناک منظر سے کب ڈرنے والا تھا، چنانچہ جس وقت آپ کو خبر ملی کہ ہرقل شاہ روم اپنے لشکر جرار سے مدینہ پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے، تو آپ نے بکمال ہمت اس خیال سے کہ خود ہی اس پر لشکر کشی کرنی چاہئے، عین اس وقت جبکہ گرمی کی تمازت کے سبب لوگ گھبرائے جاتے تھے اور کھجوروں کی فصل جس پر گزران کا مدار تھا، جو پکی کھڑی تھی اور اس کے کاٹنے کے لئے آج کل کا انتظار ہو رہا تھا، طویل سفر کا حکم فرمادیا اور تیس ہزار اسلامی فوج لے کر قصبہ تبوک میں آ قیام کیا، جو مدینہ سے کئی سو میل کے فاصلہ پر روم کے راستہ میں واقع تھا، مگر شاہ روم میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ خداوندی سفیر کا مقابلہ تلوار سے کرتا، محض دھمکی تھی یا افواہ، اس لئے مارے ڈر کے کسی رومی یا فارسی نے بھی ادھر کا رخ نہ کیا اور آپ نے وہاں بھی وقت کو غنیمت سمجھ کر ایام قیام میں اپنے بیک و قاصد اطراف و نواح کے قبائل کی طرف روانہ فرماکر ان میں اپنے دعوے کو مشہور کیا اور آخر جب نواح کی بستیوں کے باشندے مطیع و فرمانبردار ہوگئے تو آپ مدینہ واپس آگئے۔

آفاق عالم میں اپنا اثر پہنچانے کے ساتھ ایک بڑا کام جس کو سفارت کا گویا جزو اعظم کہنا چاہئے اور بھی تھا اور اس کو بھی پوری توجہ کے ساتھ انجام دینے کے لئے یہ مختصر سا امن و اطمینان کا وقت نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتا تھا، وہ یہ کہ جو لوگ آپ کے دعوے کو سن کر مطیع ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو ہو کر مسلمان بن چکے تھے ان کو علماً و عملاً کامل بنانا ضرور تھا تاکہ بغاوت چھوڑ کر فرمانبردار ہوئے پیچھے طریق وفا سیکھیں اور اپنی موجودہ و آئندہ زندگی کی اصلاح کا مکمل قانون پڑھ کر یاد کرلیں تاکہ بوقت ضرورت دوسروں تک پہنچا سکیں اور اس سلسلۂ فلاح کو بقا و پائیداری حاصل ہو، چنانچہ آپ نے ان ایام میں اس کی طرف بھی پوری توجہ فرمائی اور اس درجہ تک اس کی تکمیل کردی جس کا اثر آج تیرہ سو برس کے بعد بھی جگہ جگہ نظر آرہا ہے، اور اس کی تفصیل باب آئندہ میں ملاحظہ سے گزرے گی۔

اہل مکہ کے ساتھ مصالحت کا ایک بہترین نتیجہ جو خداوندی سفیر کی گویا ایک دلی مراد تھی، یہ بھی نکلا کہ مکہ کے باشندے جو باہمی عداوتوں اور قتل و قتال کے خوف سے مدینہ میں نہ آسکتے تھے اور مدنی مسلمان مکہ

والوں سے نہ مل سکتے تھے، مامون اور بے خوف ہوکر باہم ملنے جلنے لگے اور اسی ملاقات سے ان کے کانوں میں نہایت آسانی کے ساتھ وہ باتیں پڑنے لگیں جن سے وہ کسی دن متوحش ہوکر بھاگتے اور تلواریں نیام سے باہر نکال لیا کرتے تھے، اس پر طرح مسلمانوں کا تمدن اور انداز معاشرت بن گیا کہ جس کو دیکھ کر دشمنوں کو رشک ہوتا تھا اور اس طرح پر وہ عملی صورت میں خداوندی سفیر کی سفارت کے ماننے والوں کی سی راحت و مسرت بخش زندگی حاصل کرنے پر رنجھنے لگے، چنانچہ ان میں آپ کا اثر ظاہر ہونے لگا اور مدت دراز کے بعد اس سبیل سے بہت کچھ لوگ اپنی بغاوت سے توبہ کرکے آپ پر ایمان لے آئے۔ یہ سب کچھ تھا مگر مکہ جو اب تک دارالکفر بنا ہوا تھا اپنے اندر بہتیرے باغیوں کو لئے ہوئے تھا جن کی طرف سے آپ کا دل ہمیشہ روتا اور دکھتا تھا، کیونکہ آپ چاہتے تھے کہ یہ شہر جس کو زمین کی ناف ہونے کے سبب دنیا کے گویا دارالسلطنت ہونے کا خطاب حاصل ہے کسی طرح دارالامن اور دارالاسلام بن جائے اور وہ کعبہ جس کو ان باغیوں نے تین سو ساٹھ بتوں کا مندر بنا رکھا ہے بیت اللہ ہونے کی عظمت کے لحاظ سے شرک کی گندگی سے پاک اور غیر اللہ کی مورتوں سے خالی اور صاف بن جائے، ادھر چونکہ باشندگان مکہ میں جو لوگ سربرآوردہ تھے ان کی فی الجملہ حکومت اپنی ملکی رعایت پر قائم تھی، اس لئے بہتیرے کمزور لوگ تو ان کی ایذاؤں کے خوف سے ان کی مخالفت اور اسلام کی موافقت کا لفظ زبان سے بھی نہ نکال سکتے تھے اور جو لوگ مکہ چھوڑنے اور جلاوطنی کی صعوبت کو برداشت کرلینے کی قدرت بھی رکھتے تھے وہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی رو سے اپنے واپس کردیئے جانے سے اتنے خائف تھے کہ ہجرت کی جرأت اب ان کو دشوار پڑگئی تھی، کیونکہ وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے کہ جو شخص مسلمان ہوکر مکہ سے بھاگتا ہے اس کے پیچھے پیچھے مکہ کا قاصد جاتا اور بے چارے نو مسلم کو بہ زنجیر کرکے مصائب و آلام کا تختہ مشق بنانے کے لئے پھر مکہ میں لے آتا ہے، ان وجوہات سے آپ کا وہ اثر جو اہل مکہ کی آمد و شد سے ان پر پیدا ہوتا تھا، اچھی طرح ظاہر نہ ہوسکتا تھا، مگر آپ نہ بدعہدی کرسکتے تھے اور نہ خلاف معاہدہ کسی نو مسلم کو اپنے شہر میں پناہ دے سکتے تھے، تاہم آپ بیگانوں کو یگانہ اور باغیوں کو مطیع بنانے میں اسی سرگرمی سے مشغول تھے اور منتظر تھے کہ غیب سے اس بند دروازے کے کھلنے کا کیا سامان ہو جس کا کھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ یہ مرحلہ بھی طے ہوگیا اور چند نومسلموں نے یہ دیکھ کر کہ نہ مکہ میں امن ہے نہ مدینہ میں، دونوں جگہ کی سکونت چھوڑ کر راستہ میں قیام اختیار کرلیا اور اب اہل مکہ میں جو بھی بغاوت سے بیزار ہوکر اسلامی تعلیم کا شیدا بنا وہ مکہ سے چلا اور مسلمان ہوکر یہیں رہ پڑا جہاں اس کے ہم خیال لوگ مقیم تھے، اس طرح پر تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں کا ایک گروہ ہوگیا، جنہوں نے اپنی گزران اہل مکہ کے ان قافلوں کے لوٹنے پر مقرر کرلی جو ملک شام کی طرف سے غلہ وغیرہ سے لدے پھندے اس راستہ آتے اور اس مسلح و خود مختار جماعت کی دست برد سے لٹے کھسٹے مکہ میں پہنچا کرتے تھے، ہرچند اہل مکہ نے چاہا کہ ان کی دست درازی سے بچیں مگر نہ خانہ بدوشوں سے لڑنا ان کی طاقت میں تھا اور نہ کوئی دوسرا راستہ تھا کہ اس کو چھوڑ کر مال کی آمد برآمد کے لئے اس کو اختیار کریں، آخر جب بھوکے مرنے لگے تو خود ہی اپنی مشیخت پر نادم ہوئے اور پھر اسی خداوندی سفیر کے دامن کرم سے فریاد کرنی پڑی جس کو دبانے کے لئے یہ شرط کی تھی۔ چنانچہ سرداران مکہ کے قاصد آئے اور دہائی دی کہ: ''اے ہمارے بھتیجے اور اے سراپا کرم شخص جس کو اپنے اہل وطن اور کنبہ و برادری کی فاقہ کشی گوارا نہیں ہے، رحم کرو، ہم اپنی شرط کو واپس لیتے ہیں، تم اپنے معتقدین کو اپنے پاس بلالو، اپنے زیر اثر اور زیر انتظام رکھو، ہمیں نہ ان کی واپسی کا حق ہے اور نہ ہم ان کو لینا چاہتے ہیں۔'' یہ سن کر آپ کی شفقت عامہ کے سمندر میں تلاطم پیدا ہوا اور آپ نے نومسلم جماعت کے سردار ابوبصیرؓ کے نام فوراً حکم بھیج دیا کہ جلد سے جلد اپنی جگہ چھوڑو اور مدینہ پہنچو، مگر افسوس کہ جس وقت حضرت کا یہ والا نامہ پہنچا اس وقت ابوبصیر حالت نزع میں مبتلا تھے، چنانچہ اسی عالم میں جبکہ ان کے کان پر حضرت کے والا نامہ کی بھنک پڑی تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور اشارہ سے خط مانگا ادھر سکرات موت کی جلدی تھی کہ وقت قریب آگیا اور ادھر ابوبصیرؓ چاہتے تھے کہ کسی طرح پیارے پیشوا کی تحریر ختم کرلوں، چنانچہ لمبی لمبی سانسوں کی آمد کے وقت انہوں نے خط پڑھا، آنکھیں جو اہل مکہ کی بدولت اپنے آقا کی صورت سے نادیدہ ونی ہوئی تھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، خط کو بصد حسرت چھاتی پر رکھا اور اپنی جماعت کو اشارہ سے تعمیل تحریر والا کا حکم فرماکر انہوں نے اپنی جان ملک الموت کے حوالہ کردی۔

ابوبصیرؓ تو وہیں دفن ہوگئے مگر ابوجندل حسب ارشاد نبوی نومسلموں کے سارے گروہ کو لے کر مدینہ پہنچ گئے اب چونکہ دروازہ کھل گیا کہ نومسلم کو مدینہ میں پناہ مل سکتی ہے، اس لئے بغاوت کا اثر مکہ میں مضمحل ہوچکا اور جس نے بھی آپ کی سفارت و اطاعت کی حلاوت پائی وہ مکہ سے بھاگ بھاگ کر مدینہ میں آبسا، یہ بھی ہولیا، مگر خداوندی سفیر کا مطمح نظر تو خود مکہ کی اصلاح تھی کہ بالفعل وہاں نہ کفر و بغاوت کا نام باقی رہے اور نہ آئندہ اس کا خرخشہ و خدشہ قائم رہے، اس لئے اب بھی آپ کی آرزو یہی چلی جاتی تھی کہ کاش مکہ کے باشندوں کا بال بھی بیکا نہ ہو اور ان میں بغاوت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ (جاری ہے)

حاجی فیاض حسن سجاد رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

مولانا محمد یونس ندیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے روح رواں جناب حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم ۶؍جون ۲۰۱۲ء بوقت دس بجے دن دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم چیف رپورٹر روزنامہ جنگ کوئٹہ ایک دینی، مذہبی اور تحریکی کارکن تھے، وہ نامور صحافی، پُرعزم مجاہد، تحفظ ختم نبوت کے سربکف سپاہی، منجھے ہوئے صاحب قلم اور جامع الصفات شخصیت تھے، اپنی چالیس سالہ صحافتی زندگی میں انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، وہ تاریخ ختم نبوت کا سنہرا باب ہیں۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسداری ان کے رگ وریشہ اور بال وبن میں رچی بسی ہوئی تھی۔

یوں تو لکھنا پڑھنا ہر صحافی کا پیشہ وارانہ شغل ہوتا ہے لیکن مرحوم حاجی صاحبؒ کے لکھنے پڑھنے کا منشا تحفظ ختم نبوت کے لئے تھا۔ ان کی تمام تر مذہبی تحریرات میں عقیدۂ ختم نبوت ایک محوری اور بنیادی نکتے کی حیثیت رکھتا تھا۔

حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم بلوچستان میں کراچی کے مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی سوچ وفکر کے حامل سمجھے جاتے تھے اور مذکورہ دونوں افراد میں حیرت انگیز طور پر تحریر کی مماثلت موجود تھی۔ حاجی صاحب مرحوم بلاشک وشبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بچپن ہی سے دینی رجحان رکھتے تھے، ان کا اٹھنا بیٹھنا، ان کی تحریر وتقریر ان کی فکر وذکر، ان کا سلام کلام سب کچھ ختم نبوت کے لئے تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ وریشے میں رچی بسی ہوئی تھی۔ اس حوالے سے وہ تحریک ختم نبوت کے ایک پُرعزم اور سرگرم رکن تھے۔

چنانچہ اسی فکر کو لے کر جب حاجی صاحب مرحوم ژوب میں اپنے والد گرامی ملک حسن صاحب کو ۱۹۶۸ء میں ملنے گئے تو وہاں صوفی حاجی محمد علی مرحوم اور حاجی شیخ محمد مرحوم سے ملے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف کرایا اور ژوب میں جماعت کی شاخ قائم کرنے پر زور دیا اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دلی خواہش کو سامنے رکھ کر تگ و دو شروع کی، کیونکہ بلوچستان پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا اور رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ بلوچستان وسائل ومعدنیات کے حوالے سے عطیۂ الٰہی ہے، چونکہ قادیانی گروہ کے لاٹ پادری ملعون مرزا محمود نے اس صوبہ کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ آج ان ہی بزرگان کی محنت کی بدولت اس صوبہ میں ایک بھی قادیانی عبادت گاہ نہیں۔ کوئٹہ میں ایک عبادت گاہ تھی جو کہ ۹؍مئی ۱۹۸۶ء سے سیل کردی گئی ہے۔

مرزا محمود ملعون قادیانی کے اعلان کے بعد قادیانیوں نے بلوچستان میں قادیانیت کو پروان چڑھانے کے منصوبے بنائے، لیکن ''لکل فرعون موسیٰ'' کے تحت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے بلوچستان کے متعدد دورے کئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ قادیانیت بلوچستان میں قدم نہ جما سکی اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت روز بروز ترقی کے منازل طے کررہی ہے۔

جب مرزا محمود ملعون قادیانی نے یہ مذکورہ اعلان کیا، تو مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم جیسے فکر مند نوجوانوں کو خبردار کیا، تو حاجی صاحب مرحوم نے رفقائے ژوب کو فکر دلائی، چنانچہ ان حضرات نے قادیانیوں کے خلاف کام شروع کیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ژوب میں قادیانیوں کا آئینی طور پر داخلہ بند کیا گیا اور مولانا سید شمس الدین شہیدؒ جیسے مجاہد پیدا ہوئے۔

حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم جب ژوب سے کوئٹہ روزنامہ جنگ کے رپورٹر کی حیثیت سے تشریف لائے تو یہاں مولانا منیر الدین مرحوم، حاجی سید شاہ محمد آغا مرحوم، حاجی عبدالمنان وڑائچ مرحوم، حاجی محمد رفیق بھٹی مرحوم، حاجی سید سیف اللہ آغا مرحوم، حاجی محمد عمر زمان مرحوم، حافظ محمد اکبر جلال پوری مرحوم، حاجی محمد زمان اچکزئی مرحوم اور چوہدری محمد طفیل احرار مدظلہ جیسے عظیم رفقاء مل گئے اور حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم کے دست وبازو بن گئے اور کوئٹہ سے تحریک

چلی، جو پورے بلوچستان میں پھیل گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء، مشرف دور میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی کی تحریک اور تحریک ناموس رسالت میں حاجی صاحب مرحوم ہراول دستے کا کردار ادا کرتے رہے اور ملک بھر سے آنے والے جید علمائے کرام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ جیسے عظیم بزرگ حاجی فیاض حسن سجاد مرحوم کے مہمان ہوتے تھے۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پوری قیادت کی دل و جان سے خدمت کرتے تھے اور یہ اکابرین امت حاجی صاحب مرحوم کا فخریہ انداز میں تذکرہ فرماتے تھے بلکہ کراچی میں ایک بار روزنامہ جنگ کے مالک میر شکیل الرحمٰن جب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے ملنے گئے تو مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے فخریہ انداز میں کہا:

”شکیل صاحب! آپ کے روزنامہ جنگ کوئٹہ میں ہمارا بچہ بھی کام کرتا ہے۔“ میر شکیل الرحمٰن کے پوچھنے پر حضرت جالندھریؒ نے فرمایا: وہ فیاض حسن سجاد ہے۔

حاجی فیاض حسن سجاد صاحب مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے روح رواں تھے اور گمنامی میں ہی تحریک ختم نبوت کا بنیادی ستون تھے، ملک بھر میں جتنے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔ مرحوم ان میں تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے لکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا، اس بیدار مغز، بہادر، معاملہ فہم اور زیرک انسان نے اسلامیان بلوچستان کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے والہانہ وابستگی کی لازوال داستان کو ”تحریک ختم نبوت میں بلوچستان کا حصہ“ ایک ضخیم کتابی صورت میں قلم بند کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب مرحوم بلوچستان میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی داستان کے عینی شاہد تھے، اس کے علاوہ ”تحریک ختم نبوت ژوب ایک نظر میں“ اور ”کوئٹہ جب تباہ ہوا“ جیسی اہم کتب تصنیف کی ہیں۔ علاوہ ازیں مرحوم کے ان گنت مضامین ماہنامہ ”لولاک“ ہفت روزہ ”ختم نبوت“ اور دیگر رسالوں میں شائع ہوتے تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ ملتان، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے شرکت کی۔ اوستہ محمد سے مولانا محمد عالم، تونسہ شریف سے مولانا عبدالعزیز لاشاری، فیصل آباد سے مولانا ضیاء الدین آزاد تشریف لائے اور مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کو سعادت سمجھا۔ اس کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی تمام تر قیادت واراکین نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود مرحوم کی تعزیت کے لئے کوئٹہ تشریف لائے اور مرحوم کے صاحبزادگان سلمان فیاض عثمان فیاض، ارسلان شام فیاض سے تعزیت کی اور ان کے سر پر دست شفقت رکھا اور دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اراکین مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

جنگ کوئٹہ کے سینئر صحافی حاجی فیاض حسن سجاد انتقال کر گئے

کراچی (پ ر) روزنامہ جنگ کوئٹہ کے کہنہ مشق صحافی، ادیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حاجی فیاض حسن سجاد صاحب حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بلوچستان کے مایہ ناز رپورٹر اور وقائع نگار تھے۔ تاحیات روزنامہ جنگ کوئٹہ سے وابستہ رہے اور مختلف شعبوں میں خدمات انجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے سرگرم کارکن اور عظیم رہنما تھے۔ آپ نے تردید قادیانیت اور مرزائیوں کے تعاقب میں بھرپور حصہ لیا جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی تصنیف ”تحریک ختم نبوت میں بلوچستان کا حصہ“ ہے۔ مجلس بلوچستان کے جملہ عہدیداران آپ کو بڑی عزت واحترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامع مسجد شہباز ٹاؤن میں بعد نماز عصر ادا کی گئی، جس میں شہر بھر کے صحافیوں، ادیبوں، شعراء، علماء وخطباء، مدارس کے طلبا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے ذمہ داران اور کارکنان شریک ہوئے۔ مجلس کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا قاضی احسان احمد نے خصوصی شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، محمد انور رانا اور دیگر علماء کرام و کارکنان نے تعزیت کا اظہار کیا اور حاجی صاحب کے لئے ایصال ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانی کمپنی شیزان کا بائیکاٹ

چند شبہات کا ازالہ

چوہدری محمد ارشد ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

پوری ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا: ”قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔“

قادیانیوں کے کفریہ عقائد وعزائم اور علامہ اقبالؒ کے مذکورہ قول کی روشنی میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے غلط استعمال اور اپنے مذہب (قادیانیت) کی تبلیغ سے روک دیا، بعدازاں پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں (ہائیکورٹس اور سپریم کورٹ) نے بھی حکومت کے ان فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے نہ صرف قادیانیوں کو اپنے کفریہ عقائد کی تبلیغ وتشہیر سے منع کردیا، بلکہ اس کی خلاف ورزی پر سخت سزا بھی مقرر کی۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ سے پہلے شیزان بیکرز اور ریسٹورنٹس میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک بڑی تصویر آویزاں ہوتی تھی، جس کے نیچے جلی حروف میں: ”بفیضانِ نظر حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام“ لکھا ہوتا تھا (نعوذ باللہ)۔

امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد تمام بیکرز اور ریسٹورنٹس سے یہ تصویر ہٹا دی گئی۔ لیکن شیزان کمپنی بندر روڈ لاہور کے اندر واقع جنرل منیجر کے دفتر میں آج بھی یہ تصویر آویزاں ہے جو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

شیزان کمپنی کا مالک معروف قادیانی چوہدری شاہ نواز تھا، جس نے اپنی کمپنی کا نام شیزان اپنے ذاتی نام شاہ نواز کے حروف سے نکال کر بنایا تھا۔ ۱۹۹۰ء میں جب شیزان کمپنی کا مالک چوہدری شاہ نواز کا انتقال ہوا تو قادیانی اخبار روزنامہ ”الفضل“ نے اس کی موت پر جو تعریفی کلمات کہے وہ ہر قادیانی نواز کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں، قادیانی روزنامہ ”الفضل“ لکھتا ہے:

”احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب ۲۳/مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ محترم چوہدری شاہ نواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ وطباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔“

چنانچہ حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷/دسمبر کو خطاب فرماتے ہوئے محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کا ذکر فرمایا:

”روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کرسکے تھے، اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی، انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ ونظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی.... ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کروں گا۔“ (الفضل ۱۴/جنوری ۱۹۸۴ء)

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر فرمایا: ”مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب کو رشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔“

حضور نے مزید فرمایا: ”جاپانی زبان کے متعلق چوہدری شاہ نواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔“

(ضمیمہ قادیانی ماہنامہ خالد، اکتوبر ۱۹۸۷ء، ص:۶، کالم:۲)

قادیانی روزنامہ ”الفضل“ شیزان کے مالک

چوہدری شاہنواز کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے:

’’آپ پاکستان کے نمایاں صنعت کاروں میں سے تھے۔ آپ نے نہایت کامیاب تجارتی ادارے قائم کئے۔ ان میں شاہ نواز لمیٹڈ، شیزان انٹرنیشنل، شاہ تاج شوگر ملز اور شاہنواز ٹیکسٹائل ملز شامل ہیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۲۶؍مارچ ۱۹۹۰ء)

شیزان کی مصنوعات استعمال کرنے والوں کے لئے یہ بات لمحہ فکریہ ہے جب قادیانی مسلمانوں پر پھبتی کستے ہوئے کہتے ہیں کہ اس قرآن (تذکرہ، مجموعہ وحی الہامات مرزا قادیانی) کی اشاعت کی رقم مسلمانوں کی جیب سے آئی ہے جو بڑے شوق سے ہماری مصنوعات استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے قرآن علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مسلمانوں کا قرآن وہ ہے جو حضور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ دشمنانِ اسلام کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود اس میں آج تک معمولی زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں ہوسکی، جبکہ قادیانیوں کا قرآن ’’تذکرہ‘‘ ہے جو جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کی نام نہاد وحیوں اور الہامات پر مبنی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کے قرآن کا ایک حصہ اس پر دوبارہ نازل ہوا۔ قادیانی کمپنی کے مالک شاہنواز نے جو قرآن روسی یا جاپانی زبان میں شائع کروا کر تقسیم کیا، وہ قادیانیوں کا قرآن ’’تذکرہ‘‘ ہے۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور قادیانیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانی آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہلِ اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا قادیانی) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔

قادیانیوں کو پاکستان میں ہر قسم کے کاروبار کی مکمل اجازت اور آزادی ہے، لیکن وہ اس آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے کاروبار کی تشہیر کرتے وقت شعائرِ اسلامی کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، جو آئین و قانون کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین کے بھی مترادف ہے۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں افطار کے وقت مسلمانوں کی اکثریت ٹی وی کے سامنے اذان کا انتظار کررہی ہوتی ہے، تو عین افطار کے وقت قادیانی کمپنی شیزان کی طرف سے ’’روزہ کھولنے کی دعا‘‘ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس سے عام مسلمان، قادیانیوں کے دجل کا شکار ہوکر شیزان کمپنی کو بھی مسلمانوں کا ہی ایک ادارہ سمجھتا ہے اور پھر اس کی مصنوعات کا استعمال شروع کردیتا ہے اور جب اسے اس کے بائیکاٹ کا کہا جاتا ہے تو وہ تذبذب اور شبہات کا شکار ہوجاتا ہے۔

اسرائیل میں قادیانی جماعت کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد وضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں کئی سو قادیانی شامل ہیں جو فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وتشدد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں ۲۲؍فروری ۱۹۸۵ء کے ’’یروشلم پوسٹ‘‘ کے حوالے سے چھپنے والی تصویر سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مزید برآں اسرائیلی صدر شیمون پیریز نے ستمبر ۲۰۰۷ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر میں واقع قادیانی عبادت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے ارکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اسرائیل میں مسلمانوں کی کسی کمپنی کو کاروبار کی اجازت نہیں جبکہ حیفا میں شیزان کمپنی کا سب سے بڑا پلانٹ ہے۔ اس طرح انہیں نہ صرف مشرق وسطیٰ میں کاروبار کرنے کی کھلی اجازت ہے بلکہ اپنی مصنوعات کی تشہیر کی بھی مکمل آزادی ہے۔ یہ بات بھی مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

شیزان کمپنی سادہ لوح مسلمان دکانداروں کی شیزان کی مصنوعات رکھنے پر دوسری کمپنیوں کے مقابلہ میں مفت ایجنسی یا زیادہ منافع دینے کا اعلان کرتی ہے۔ جس سے دکاندار لالچ میں آکر نہ صرف اپنی دکان پر شیزان کی تمام مصنوعات رکھتا ہے بلکہ اپنی دکان کو پینٹ کروا کر شیزان کی تشہیر کا ذریعہ بنادیتا ہے، ایسے میں اگر آپ کسی کاروبار سے وابستہ خود دکاندار ہیں تو آپ کی دینی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے کہ آپ ہر قسم کے لین

دین اور خرید و فروخت میں قادیانیوں کی تمام تر مصنوعات بالخصوص شیزان وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ شیزان گستاخانِ رسول مرزائیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر ربوہ جاتا ہے۔ مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم ۳۰ پیسے فی روپیہ ربوہ فنڈ میں جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا ومولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہوجاتے ہیں، حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام کی حیثیت رکھتی ہیں۔ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ہولناک انکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیزان کمپنی کے مالک شاہ نواز قادیانی کی خصوصی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کی ناپاک مٹی بطور تبرک استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا شیزان کی تمام تر مصنوعات اور اس کے دیگر اداروں شیزان ریسٹورنٹ اور شیزان بیکرز کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان، عاشق رسول کا دینی و ملی فرض ہے۔ اس کے علاوہ شاہ تاج شوگر مل کی تیار کردہ چینی، OCS کوریئر سروس، ذائقہ بناسپتی گھی، BETA پائپ، شان آٹا، یونیورسل اسٹیبلائزر، کمبائنڈ فیبرکس لمیٹڈ، قائداعظم لاء کالج، بوبی شوز لبرٹی لاہور، NETS کالج وغیرہ بھی قادیانیوں کے ادارے ہیں۔ یہ ہر سال قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے چندہ دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجئے۔ یہ آپ کی دینی غیرت وحمیت کا اولین تقاضا ہے۔ یاد رکھیں! ہر نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر آپ کی وجہ سے قادیانیوں کو منافع اور فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مالی طور پر بالواسطہ آپ بھی شامل ہورہے ہیں۔ یہ چیز آپ کی آخرت کو برباد کردے گی، لہٰذا اس سے اجتناب کریں۔

تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر آپ کے محلہ یا علاقہ میں کسی دکاندار نے شیزان کی مصنوعات رکھی ہوں تو اسے نہایت محبت اور احترام سے شیزان کے بائیکاٹ کے لئے تیار کریں۔ اسے قادیانیوں کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد سمجھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ شیزان کمپنی کے مالکان اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیانی فنڈ میں جمع کرواتے ہیں جو مسلمانوں کو مرتد کرنے، تحریف شدہ قرآن تقسیم کرنے اور اسلام کو نقصان پہنچانے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ شیزان کی مصنوعات رکھنے والے مسلمان دکاندار کے ساتھ کسی قسم کا کوئی سخت رویہ یا تلخ کلامی اختیار نہ کریں۔ اسے مسلسل پیار اور خوش اخلاقی کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دینی غیرت وحمیت کے واقعات سنا کر دلی اور شعوری طور پر شیزان کے بائیکاٹ کے لئے تیار کریں۔ آپ کی تھوڑی سی محنت اور توجہ سے دکاندار شیزان کا بائیکاٹ شروع کردے گا۔ ان شاء اللہ!

ہمارے بعض مسلمان بھائی شیزان کمپنی میں کام کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں، اس لئے انہیں وہاں کام کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ آج کل روزگار وغیرہ نہیں ملتا۔ شیزان کمپنی میں کام کرنے والے ہمارے مسلمان بھائیو کو یاد رکھنا چاہئے کہ رزاق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے وسیع وعریض خزانوں میں کسی قسم کی کمی نہیں۔ ساری دنیا شیزان کمپنی میں کام نہیں کرتی۔ یاد رکھئے! جو شخص حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لئے گستاخانِ رسول کے خلاف اپنی ملازمت کی قربانی دیتا ہے، یہ عام مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے رزق کے تمام دروازے کھول دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کبھی رسوا نہیں کرتے، اسے زندگی بھر تنگ دستی آتی ہے نہ مفلسی۔

بخاری ومسلم شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے اور برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروخت کرنے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی طرح ہے۔ مشک والا یا تو تجھے یونہی مشک دے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا اور یا کم از کم پاکیزہ خوشبو ہی سونگھ لے گا اور بھٹی پھونکنے والا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا بری بو تو تجھے سونگھنی ہی پڑے گی۔ یعنی گستاخان رسول قادیانیوں سے معمولی سا بھی تعلق ہلاکت ایمان کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ لاکھ احتیاط کے باوجود بھی کوئی شخص ان کی نحوست اور لعنت کے مہلک اثرات سے نہیں بچ سکتا۔ اس لئے ان سے قطع تعلق بے حد لازم ہے۔ شیزان کمپنی میں کام کرنے والے مسلمان بھائیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے قیمتی ایمان پر پڑنے والے قادیانی اثرات سے خود کو کبھی نہیں بچاسکتے۔

بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگ شیزان کا بائیکاٹ کرتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کی ملکیت ہے لیکن آپ پیپسی یا کوکا کولا وغیرہ کی مخالفت نہیں کرتے جبکہ یہ یہودیوں کی ملکیت ہے۔ ان حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہودی اور عیسائی وغیرہ اپنے کفر کو کفر کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن قادیانی اپنے کفر کو اسلام کہہ کر پیش کرتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ان کا موقف ہے، چونکہ مسلمان مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، اس لئے وہ کافر ہیں۔ یہودی اور عیسائی خود جھوٹے ہیں لیکن ان کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ اس کے برعکس قادیانی خود بھی جھوٹے اور اس کا انگریزی نبی آنجہانی مرزا

قادیانی بھی جھوٹا ہے۔ ہم پیپسی اور کوکا کولا کے بھی خلاف ہیں، کیونکہ اس کی آمدنی بھی یہودیوں کو جاتی ہے جو اسلام دشمنی میں استعمال ہوتی ہے۔

ہمارے علم کے مطابق شیزان کے قادیانی مالکان نے اپنے ریسٹورنٹس اور بیکرز کو فرنچائزڈ کیا ہوا ہے۔ اس میں دس فیصد حصص مسلمانوں کے لئے بھی مختص کئے ہیں تاکہ اس سازش کے ذریعے بھرپور پروپیگنڈا کیا جاسکے کہ شیزان مسلمانوں نے خریدلی ہے، لہٰذا اس کا بائیکاٹ نہ کیا جائے۔ یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ شیزان کا دس فیصد منافع یا حصص میں شامل تمام لوگ کٹر اور متعصب قادیانی ہیں۔ ان اشخاص کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) منیر نواز، (۲) محمود نواز، امت الٰہی خالد، (۳) سی ایم خالد، (۴) محمد نعیم، (۶) محمد نواز تشنہ، (۷) محمد آصف۔

یہ ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ شیزان کمپنی مسلمانوں نے خریدلی ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اگر ان اشخاص میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو تو ہم منہ مانگا جرمانہ اور سزا بھگتنے کو تیار ہیں۔

قادیانی کمپنی کی مکاری، دھوکا دہی اور دجل ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے محمد خالد نامی ایک مسلمان شخص کو کمپنی کے ایک فیصد حصص فروخت کرکے اسے شیزان کا چیف ایگزیکٹو بنادیا، پھر پورے شدومد سے یہ پروپیگنڈا شروع کردیا کہ شیزان کمپنی مسلمانوں نے خریدلی ہے اور اس کا قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جن مسلمانوں نے شیزان کمپنی خریدی ہے اور وہ تمام قومی اخبارات میں ایک اشتہار کے ذریعے اس کی وضاحت کرتے کہ ہمارا قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ کمپنی کے مالکان یا اس کے منافع میں کوئی قادیانی شامل نہیں ہے۔ مزید برآں ایک پریس کانفرنس کے ذریعے صحافی حضرات کو خرید و فروخت کی وہ تمام دستاویزات پیش کرتے، جس سے ثابت ہوتا کہ انہوں نے شیزان کمپنی خریدلی ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجاتا، جبکہ حال ہی میں لاہور بار ایسوسی ایشن نے اپنے ایک اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے بار کی کینٹین پر شیزان کی مصنوعات پر پابندی عائد کی تو قادیانی ایوانوں میں بھونچال آگیا۔ قادیانی اخبارات و رسائل نے لاہور بار کونسل کے اس فیصلہ کی شدید مذمت کی اور اس کی آڑ میں مغربی ممالک سے اپیل کی گئی کہ آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم کو ختم کرنے کے سلسلے میں حکومت پاکستان پر بھرپور دباؤ ڈالا جائے۔ سب سے اہم بات یہ کہ اس سے اگلے روز قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور نے شیزان کمپنی کے موجودہ سربراہ مرزا انواز سے فون پر اس قرارداد کی مذمت کرتے ہوئے نہ صرف انہیں ضروری ہدایات دیں، بلکہ دنیا بھر کے تمام قادیانیوں کو حکم دیا کہ وہ شیزان کی مصنوعات کے علاوہ کسی اور کمپنی کی مصنوعات استعمال نہ کریں۔ ان شواہد کی موجودگی میں کون آنکھیں بند کرکے یہ کہہ سکتا ہے کہ شیزان کمپنی قادیانیوں کی ملکیت نہیں ہے۔

چند سال پہلے جب شیزان کے بائیکاٹ کی بھرپور تحریک چلی تو شیزان بیکرز کے چند ذمہ دار دفتر ختم نبوت آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ بے شک شیزان کے مشروبات اور ریسٹورنٹس کے خلاف بائیکاٹ کی مہم چلائیں، لیکن شیزان بیکرز کے خلاف تحریک نہ چلائیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے انہیں بڑے احترام سے عرض کیا کہ لاہور اور کراچی میں درجنوں جگہ شیزان بیکرز ہیں۔ آپ ہمیں ان مسلمانوں کے نام بتادیں جنہوں نے قادیانیوں سے شیزان بیکرز وغیرہ خریدی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کسی اور کو نہیں جانتے ہیں لیکن ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ کا اس بیکری میں کتنا حصہ ہے؟ کہنے لگے کہ دس فیصد، ہم نے پوچھا تو کہ باقی نوے فیصد کس کا منافع ہے؟ تو کھسیانے ہوکر کہنے لگے کہ شاہنواز فیملی کا، ہم نے کہا کہ وہ تو قادیانی ہیں تو جواب میں کہنے لگے ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے کہا کہ دس فیصد دودھ نوے فیصد پیشاب میں ڈال دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ اس پر وہ چپ ہوکر کہنے لگے کہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ کہنے لگے آپ اس بحث میں نہ پڑیں، ہم نے عرض کیا کہ اصل مسئلہ تو یہی ہے، پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ کیا آپ شیزان بیکرز پر آویزاں شیزان کا مونوگرام تبدیل کرسکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے، پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ کیا آپ شیزان بیکرز پر یہ کتبہ لگاسکتے ہیں: "الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، ہمارا قادیانی مذہب سے کوئی تعلق نہیں" کہنے لگے کہ یہ ناممکن ہے، پھر ہم نے عرض کیا کہ کیا آپ شیزان بیکرز پر یہ کتبہ آویزاں کرسکتے ہیں: "ہم قادیانیوں کو پاکستان کے آئین و قانون کے مطابق غیرمسلم سمجھتے ہیں۔" کہنے لگے: ہم ایسا بھی نہیں کرسکتے۔ آخر میں ہم نے ان سے عرض کیا کہ یہ سب چیزیں آپ کی حیثیت کو مشکوک بناتی ہیں۔ جس پر وہ بڑے جزبز ہوکر چلے گئے۔ شیزان بیکرز کے مالکان کا دجل دیکھئے کہ انہوں نے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے بیکریوں کے باہر بڑے بڑے کتبے آویزاں کئے ہوئے ہیں، جن پر "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" لکھا ہوا ہے تاکہ عام لوگوں کو فریب دیا جاسکے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث کے نیچے ترجمہ کی نشاندہی کی تو انہوں نے فوراً ترجمہ کے اوپر کاغذ چسپاں کردیا۔ آپ کسی بھی بیکرز پر قادیانیوں کا یہ دجل اور دھوکا دہی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

(جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کی تدابیر

۱۵ار مارچ ۲۰۱۲ء بروز جمعرات دارالعلوم دیوبند میں مجلس عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کا کل ہند اجلاس منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے صدارتی خطبہ پیش فرماتے ہوئے دارالعلوم کے شعبہ ''تحفظ ختم نبوت'' کے لئے چند تدابیر اختیار کرنے کا ذکر فرمایا ہے جو بہت اہم ہیں۔ ان کی روشنی میں غور وفکر کی ضرورت ہے ہم خطبہ صدارت کا صرف یہ حصہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا جزو ہے۔ یہی کی اساس اور تا قیامت امت مسلمہ کی شیرازہ بندی واتحاد کے لئے اصل بنیاد ہے، قادیانیت مذہب اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب اور دین محمدی کے خلاف کھلی بغاوت ہے، یہ اس صدی کا سب سے عظیم فتنہ ہے۔ اس فتنہ کی زہرناکی کو محسوس کرتے ہوئے روز اول ہی سے علماء دیوبند اس کی سرکوبی کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے آرہے ہیں۔ ہمارے اکابرؒ کے دلوں میں اس فتنے کے استیصال کی کتنی تڑپ تھی اس کا کچھ اندازہ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے اس ارشادگرامی سے ہوسکتا ہے، فرماتے ہیں:

''تاریخ اسلام کا جس قدر میں نے مطالعہ کیا ہے، اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں، قادیانی فتنہ سے بڑا خطرناک اور سنگین فتنہ کوئی پیدا نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی خوشی اس شخص سے ہوگی جو اس کے استیصال کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے، جو کوئی اس فتنے کی سرکوبی کے لئے اپنے کو لگادے گا، اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔'' (قادیانیت ہماری نظر میں، ص:۹۵)

قادیانیوں نے لندن کو اپنا مرکز بنا کر ساری دنیا میں ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھی ہیں۔ ہندوستان ان کا خاص نشانہ ہے، یہاں ان کے سینکڑوں مراکز سرگرم عمل ہیں اور ہر سال ہزاروں صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر گمراہ و مرتد کرنے میں مصروف رہتے ہیں، ملک میں فرقہ پرست واسلام دشمن طاقتوں سے ان کے گہرے مراسم ہیں، ان کے بعض اہم لیڈر قادیان جاکر ان کے اجلاسوں میں شرکت کرچکے ہیں۔ قادیانی! عیسائی مشنریوں کے انداز پر کام کرتے ہیں اور سادہ لوح، نادار اور ناخواندہ مسلمانوں کو آسانی سے اپنے فریب میں مبتلا کرلیتے ہیں، ہریانہ، پنجاب، دہلی، راجستھان، گجرات، آندھرا پردیش، آسام، مغربی بنگال وغیرہ میں ان کی سرگرمیاں تیزی سے بڑھی ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں کے طلباء پر ان کی خاص نظر رہتی ہے اور آٹھویں کلاس سے ہی یہاں پر محنت شروع کردیتے ہیں اور وظائف وغیرہ کا لالچ دے کر اپنے پھندے میں پھنسا لیتے ہیں۔ الحمدللہ! دارالعلوم دیوبند اور ملک کے بعض دیگر مدارس میں بھی ''تحفظ ختم نبوت'' اور ''رد قادیانیت'' کے شعبے قائم ہیں اور قادیانیت کے تعاقب و بیخ کنی کے سلسلہ میں کام بھی ہورہا ہے، لیکن ضرورت ہے کہ منصوبہ بندی منظم طریقہ پر پوری قوت وہمدردی کے ساتھ اس فتنے کا تعاقب کیا جائے۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر روک لگائی جائے اور اس سلسلہ میں درج ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

۱:... حضرات اساتذہ، ذمہ داران مدارس اور مبلغین، نظام بنا کر اپنے اطراف و جوانب کے قصبات اور مواضعات کی مساجد میں جاکر ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کی اہمیت سے عام مسلمانوں کو روشناس کرائیں، اور واضح طور پر تاکید کریں کہ ملت کے تمام مکاتب فکر قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

۲:... ارباب مدارس اپنے کتاب خانوں میں رد قادیانیت پر کتابیں مہیا کریں اور ہر مدرسے میں کم از کم ایک استاذ ردقادیانیت کے لئے باقاعدہ تیار کریں۔

۳:... عربی مدارس اپنے منتہی طلبا کو رد قادیانیت کی تربیت دیں اور تقریر وتحریر کے ذریعہ اس کے تعاقب کے لئے انہیں تیار کریں۔

۴:... ائمہ مساجد اپنے خطبات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کریں اور قادیانیوں کے کفر و ارتداد کو واضح کریں۔

۵:... جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے واقف کرانے کے لئے خصوصی اجتماعات کا انعقاد کیا جائے۔

۶:... ردقادیانیت پر اساتذہ کرام کو تیار کرنے کے لئے مختلف مقامات پر ''ختم نبوت و رد قادیانیت تربیتی کیمپ'' لگائے جائیں۔

۷:... قادیانیت سے متاثرہ علاقوں کا جائزہ لیا جائے اور علاقے کو ارتدادی سرگرمیوں سے پاک کرنے کے لئے منظم جدوجہد کی جائے اور اس سلسلہ میں مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند سے بھی رابطہ رکھا جائے۔

۸:... جن دور افتادہ علاقوں میں دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے، وہاں مکاتب قائم کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے اور معلمین کا انتظام کیا جائے۔ ☆☆

رُوح افزا اور کیا چاہیئے!
ہر موسم کا مشروب
SHARBAT
ROOH AFZA
ہمدرد
Brands of the year Award
2011
Pakistan Standards
Brandstirr

نومسلم امریکی خاتون کانڈلیس سالو کہتی ہیں:

''میں نے وہ سچائی پالی' جس کی مجھے تلاش تھی''

مفتی محمد ساجد قاسمی

میرا نام کانڈلیس سالو ہے' میری قومیت امریکی ہے' میں شکاگو (صوبہ الینا' امریکہ) کی رہنے والی ہوں' میں نے ایک عرب مسلمان سے شادی کرلی ہے' عیسائی ماحول میں میری نشوونما ہوئی' میں اپنے روحانی زندگی کے ابتدائی دور میں کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتی تھی' لیکن اللہ نے مجھے اسلام کی عظیم نعمت سے نوازا' چنانچہ کچھ دنوں پہلے میں مسلمان ہوگئی' ریاض (سعودی عرب) کے دعوت و تبلیغ کے ایک دفتر میں' میں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

میں نے اپنے میدان عمل کے حوالے سے کئی ڈگریاں حاصل کیں' میرا کام انگریزی زبان کی تدریس وتعلیم ہے' میں اپنے اس کام سے بے حد خوش ہوں' کیونکہ میں اپنے اس کام کے ذریعے کسی نہ کسی طرح دوسروں کی مدد کرتی ہوں۔

پچھلے کئی سالوں کے دوران میں نے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں' اس کے چند اسباب تھے' ان میں ایک اہم سبب میرے شوہر کا عربی مسلمان ہونا تھا' چنانچہ انہوں نے مجھے اسلام کی دعوت دینے اور اس کے اصول ومبادی سے واقف کرانے میں بڑی محنت کی' انہوں نے اپنے اخلاق کریمانہ وکردار قاہرانہ کے ذریعے مجھے اسلام سے متعارف کرانے کی زیادہ کوشش کی' انہوں نے مجھے وہ احترام دیا جس کی میں بحیثیت بیوی مستحق تھی' اگرچہ میں ان کے مذہب پر نہ تھی' میں اس مسلمان شوہر سے شادی پر خوش ہوں' جس نے اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیا ہے' میرے شوہر کے اخلاق کریمانہ کا فطری نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کی محبت و احترام کے مستحق قرار پائے اور اس لئے بھی انہیں یہ احترام ملا کہ وہ اپنے مذہب کی تعلیمات کی پابندی کرنے والے سلیم الطبع مسلمان ہیں۔

جس وقت میں کویت میں تھی' میرے شوہر کے چچازاد بھائی' جو ایک دعوتی مرکز میں کام کررہے تھے' نے ایک برطانوی نومسلم خاتون سے مجھے متعارف کرایا' جو ادارہ دعوت وارشاد برائے غیر مسلم خواتین کی فعال ممبر تھیں' میری اس ادارے کے ذریعے میری ہم وطن نومسلم امریکی خواتین سے شناسائی ہوئی' میں ان سے ایمانی ملاقاتیں کرکے لطف اندوز ہوتی تھی۔

> ''میں اس وقت اسلام لائی جب میرے اوپر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے' وہ برحق ہے اور آخری آسمانی کتاب ہے' اس لئے میری زندگی کے حسین ترین لمحات وہ تھے جن میں' میں نے اپنی زبان سے کلمہ شہادت پڑھا' کیونکہ میں نے یہ کلمہ پڑھ کر وہ سچائی پالی جس کی مجھے تلاش تھی۔''

میں مسلمانوں میں رہ رہی ہوں' یہاں جس چیز نے میری توجہ مبذول کی وہ مسلمان کا طرز زندگی ہے' کویت اور ریاض' دونوں جگہ مجھے ایک ہی صورت نظر آئی' مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی پر ان کے دین کا غیر معمولی اثر ہے' میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہونا چاہئے' مجھے مسلم فیملی اور اس کے افراد کا باہمی ارتباط وتعلق پسند آیا' میں نے دیکھا کہ مسلمان اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں' یہاں کی سڑکیں سرمستوں اور مدہوش لوگوں سے خالی ہیں' یہاں نہ نشہ خوروں کی ٹولیاں ہیں نہ چوروں اور لٹیروں کی جماعتیں' نہ یہاں وہ سماجی بیماریاں نظر آتی ہیں جن کا مغربی معاشروں میں دور دورہ ہے' چنانچہ لوگ یہاں پورے اطمینان وسکون سے زندگی گزارتے ہیں۔

جو چیز میرے لئے اسلام قبول کرنے کا محرک بنی وہ ان سعودی طالبات کی (جنہیں میں انگریزی زبان سکھاتی تھی) بے پناہ خواہش تھی کہ میں اسلام قبول کرلوں' انہوں نے بار بار اور باصرار مجھ سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ میں اسلام قبول کرکے ان کی بہن بن جاؤں' ان کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ ہم سب جنت میں بھی ایک ساتھ رہیں' میں نے ان میں اسلام کی دعوت کے سلسلے میں' اخلاص وامانتداری محسوس کی' ان کے ان جذبات سے میرا دل متاثر ہوا' میں ان کی محبت سے خوش ہوئی' چنانچہ میں نے اسلام کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنا شروع کردیا' میں اسلام کے مطالعے سے اس نتیجے پر پہنچی کہ اسلام کی نمایاں خصوصیت گہرائی وگیرائی ہے' وہ اس لائق ہے کہ اس

کے اصول ومبادیات سے آگاہ ہوا جائے‘ چنانچہ میں رفتہ رفتہ حقیقت سے قریب ہوگئی۔

قبول اسلام سے پہلے‘ چونکہ میرا پس منظر عیسائی تھا‘ اس لئے عیسائیوں کے کیتھولک فرقے کی روایات کے مطابق میری نشوونما ہوئی‘ چنانچہ کلیسا کے سربراہ کے ہاتھوں میرا بپتسما ہوا‘ (یعنی عیسائی مذہب کی ایک رسم‘ جس میں بچے کے سر پر مقدس پانی کی چھینٹے لگا کر اسے عیسائی بناتے ہیں) اور اس نے مجھے بہت سی نصیحتیں کیں‘ ساتھ ہی میں اپنی تعلیم کے ابتدائی دور میں مذہبی اسباق میں حاضر ہوئی‘ نیز میں راہباؤں کی سرگرمی سے بہت متاثر ہوئی‘ مجھے بھی شوق ہوا کہ میں بھی کلیسا کی ایک سرگرم رکن بنوں‘ لیکن ایک اہم واقعے نے میری روحانی زندگی کے دھارے کو بدل دیا اور میری مذہبی تحریک پر غیر معمولی اثر چھوڑا‘ وہ واقعہ یہ تھا کہ مجھ سے شادی کے لئے ایک عرب نوجوان نے پیشکش کی‘ چونکہ میں عیسائی مذہب پر تھی اور اس کی تعلیمات کی حد درجہ پابند تھی‘ اس لئے میں پورے ہمت و حوصلے سے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتی تھی‘ چنانچہ میں کلیسا کے پادری کے پاس اس شادی کے لئے برکت کی دعا کرانے کے لئے گئی‘ وہ بہت ناراض ہوا اور اس نے برکت کی دعا کرنے سے سختی سے انکار کردیا‘ البتہ اس نے کہا کہ میں ایک شرط پر برکت کی دعا کرسکتا ہوں کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے بچوں کو عیسائی مذہب کے مطابق تعلیم و تربیت دوگے۔ عیسائی روایات کے مطابق تعلیم وتربیت کے لئے انہیں کلیسا میں داخل کردینا‘ میں نے اس کی شرط کو مسترد کردیا‘ کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ یہ میرے شوہر کا حق ہے‘ وہ جس طرح مناسب سمجھیں اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت دیں‘ نیز میں یہ بھی اچھی طرح جانتی تھی کہ میرا شوہر اپنے بچوں کو کلیسا بھیجنے کے لئے کبھی بھی تیار نہیں ہوگا۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اعلیٰ اخلاق کا مالک شوہر عطا کیا‘ ان کے اخلاق اسلام کے مطابق ہیں‘ ان کے بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہونے کا منظر میری داخلیت کو ہلا کر رکھ دیتا ہے‘ وہ ایک سچے پکے مسلمان ہیں‘ میں نے ہمیشہ کے لئے کلیسا کو خیرباد کہہ دیا‘ نیز کلیسا چھوڑنے کے دوسرے اسباب بھی تھے‘ پادری ہمیں ایک چیز سکھاتے اور خود اس کے خلاف کرتے‘ وہ ہمیں ایک کام کرنے کا حکم دیتے اور مابعد اسے ترک کرنے کے لئے کہتے‘ یہ تلون مزاجی ان کی عادت بن چکی تھی‘ اس لئے ہم لوگ کسی ایک چیز پر قائم نہیں رہ پاتے تھے‘ اس کے نتیجے میں مجھے اپنی محرومی اور ضائع ہونے کا احساس دامنگیر رہتا تھا‘ لیکن اس سب کے باوجود میرا اللہ پر ایمان مضبوط تھا‘ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتی تھی‘ اس کے بعد میں نے تمام مذہبی فرقوں کو چھوڑ دیا تا آنکہ میں نے اسلام کے دامن میں پناہ لی‘ میں اسلام کے ساحل پر پہنچنے سے اپنے آپ کو خوش نصیب محسوس کرتی ہوں‘ اسلام نے میری زندگی کے رخ کو یکسر تبدیل کردیا‘ میں اسلام کے ذریعے حق سے آشنا ہوئی اور یقین کے ساحل تک پہنچی۔

سب سے اہم چیز جس نے مجھے اسلام کا گرویدہ بنادیا‘ وہ قرآن کریم ہے‘ جس زمانے میں میں عیسائی مذہب پر تھی‘ اس وقت میں عقیدۂ تثلیث کی حقیقت نہ سمجھ سکی‘ میں بڑی شدت سے عقیدۂ تثلیث کے بارے میں اطمینان بخش جواب تلاش کررہی تھی‘ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پادری لوگ میرے سوالات کا بہت سخت اور خشک جواب دیتے‘ وہ مجھ سے مطالبہ کرتے کہ میں خاموش رہوں اور اپنے ذہن کو اس قسم کے اوہام و خیالات میں لگائے بغیر ایمان لے آؤں‘ جس چیز کا مجھ سے مطالبہ تھا وہ صرف ایمان تھا نہ کہ ردوقدح۔

میں ہمیشہ اپنے دل ہی دل میں یہ سوال کرتی کہ ہم حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے کیوں سجدہ ریز ہوتے ہیں؟ اللہ کے علاوہ ہم انہیں کیوں پکارتے ہیں‘ بلکہ ہم پادریوں کے سامنے کیوں سربسجود ہوتے ہیں؟ ہم ان سے کیوں دعا مانگتے ہیں؟ ہم حضرت عیسیٰ کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ہم ان سے کیوں لو لگاتے ہیں؟ اور اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ کیا گوشت و پوست سے بنا ہوا ایک انسان اللہ کا بیٹا ہوسکتا ہے؟

اس کے باوجود پادری ہم سے مطالبہ کرتے تھے کہ ہم آنکھیں بند کرکے ایمان لے آئیں‘ خاموش رہیں اور اس طرح کے موضوعات کو چھیڑنے سے احتراز کریں جن کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جب میں نے کلمۂ شہادت پڑھا تو میرا دل جھوم گیا‘ میں نے پوری رضامندی اور مکمل آزادی سے اسلام قبول کیا‘ میرا شوہر اس مسرت بخش خبر سے بہت خوش ہوا‘ ساتھ ہی انہوں نے میرے قبول اسلام کے واقعے کو ایک ذاتی فیصلہ قرار دیا اور یہ کہ میرے پروردگار اور میری ذات کے درمیان ایک معاملہ ہے‘ ایک دن ہمیں اپنے پروردگار سے ملنا ہے‘ وہ ہمارے اعمال کا حساب لے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ میں بخوشی و بطیب خاطر اسلام لائی‘ میں نے اپنے شوہر کو خوش کرنے یا دکھانے کے لئے اسلام قبول نہیں کیا‘ میں اس وقت اسلام لائی جب میرے اوپر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے‘ وہ برحق ہے اور آخری آسمانی کتاب ہے‘ اس لئے میری زندگی کے حسین ترین لمحات وہ تھے جن میں‘ میں نے اپنی زبان سے کلمۂ شہادت پڑھا‘ کیونکہ میں نے یہ کلمہ پڑھ کر وہ سچائی پالی جس کی مجھے تلاش تھی۔

آپ کے قبول اسلام تئیں‘ آپ کے اہل خانہ

کا کیا موقف رہا؟

اس سوال کا جواب کچھ دشوار ہے' میرے اپنے خاندان کی حالت بتائے بغیر اس سوال کا جواب مشکل ہوگا' واضح رہے کہ یتیمی کے عالم میں میری نشوونما ہوئی' میں ماں باپ کی محبت اور اپنے تئیں اہل خانہ کے جذبات سے محروم رہی' میں نے عسرت کی زندگی گزاری' کمسنی کے عالم میں میرا گھر چھوٹ گیا تھا' اس کے بعد جلد ہی میں نے شادی کرلی تھی' یہ بات صحیح ہے کہ اکثر رویے الفاظ کی شکل میں نہیں ہوتے' بلکہ کردار بھی کبھی الفاظ کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہوتے ہیں' مجھے اس کی خاطر دونوں باتوں کا سامنا کرنا پڑا' اس لئے میں نے یہ ذہن سے نکال ہی دیا کہ میرے اسلام لانے کے بعد میرے اہل خانہ و اعزہ و اقارب کا میرے تئیں کیا موقف ہوگا؟ اس لئے میں نے ان کے ردعمل کی چنداں پرواہ نہیں کی' کیونکہ میں جانتی تھی کہ یہ میرا حق ہے اس میں کسی کو مداخلت کرنے کی اجازت نہیں' میں اپنے شوہر اس کے خاندان اور دینی بھائی بہنوں کو اپنا حقیقی کنبہ وخاندان سمجھتی ہوں' حقیقت بھی یہ ہے کہ وہ اس سے خوش ہیں کہ میں اسلام قبول کرکے ان کی دینی بہن بن گئی۔

قبول اسلام کے فیصلے سے مجھے نفسیاتی سکون اور روحانی اطمینان ملا اور میں اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوگئی۔

مسلمان بھائیوں سے میری درخواست یہ ہے کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے میں صبر' بردباری اور سنجیدگی سے کام لیں' آج کی دنیا میں بہت سے بھلے لوگ بھی ہیں' لیکن عیسائی کلیسا نے ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور انہیں فریب دیا' لہٰذا مسلمان بھائیوں سے میری اپیل ہے کہ وہ ان سرگرداں لوگوں کے لئے دست تعاون بڑھائیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر راہ راست پر لانے کی کوشش کریں' ان کے لئے قرآن کریم کے نسخے فراہم کریں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ حق کی آواز خود بخود بلند ہوگی' میں سمجھتی ہوں کہ ہر مسلمان کے لئے اسلام کی نشرواشاعت کرنا ضروری ہے' اس کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ ہر مسلمان اپنے آپ کو اسلامی اخلاق سے آراستہ کرے' روزمرہ کی زندگی میں ان کو موثر بنانے کی کوشش کرے' کیونکہ مغرب کے ذہن میں عرب اور مسلمانوں کی بہت خراب تصویر ہے' اس کے ساتھ انصاف کی ضرورت ہے' کاش وہ لوگ خواہ تھوڑے ہی وقت کے لئے یہاں سعودی عرب اور مسلمانوں میں رہ کر دیکھیں' یہاں وہ ایک ایسا معاشرہ پائیں گے جس پر امن وامان کی بالادستی ہے' وہ امن جو ہمیں مغربی معاشروں میں نہیں ملتا' یہاں اعلیٰ اقدار' بالخصوص عائلی اقدار پائیں گے' جو آج مغرب کے معاشروں سے ناپید ہوچکی ہیں' میں اپنے آپ کو سعادت مند سمجھتی ہوں کہ مشیت ایزدی مجھے کام اور رہائش کے لئے یہاں لائی' صحیح بات یہ ہے کہ میری داخلی روحانیت بہتر ہوئی' اسلامی عقائد و مذہبیات کے مطالعے سے میری علمی معلومات سوا ہوگئی' ساتھ ہی یہاں مجھے بہت سے دینی بھائی اور بہن مل گئے' ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔

جی ہاں! میں نے عزم مصمم کررکھا ہے کہ قرآن کا انگریزی ترجمہ اپنے شناساؤں اور رشتے داروں کو دوں گی تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ قرآن برحق ہے' مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے یہی چاہتا ہے یعنی دوسروں تک اسلام کی دعوت پہنچانا' اسلام تمام دنیائے انسانیت کے لئے ہے' یہی راہ حق ہے اور راہ نجات بھی۔

☆☆..........☆☆

لوگوں کو ہنسانے کے لئے بات کرنا

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض دفعہ آدمی ایک بات کہتا ہے جس (کے انجام) کی طرف اسے دھیان بھی نہیں ہوتا مگر وہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر مبغوض اور ناپسندیدہ ہوتی ہے کہ آدمی اس کی وجہ سے ستر سال کی مسافت پر جہنم میں جاگرتا ہے۔

اس حدیث پاک میں زبان کی بے احتیاطی پر تنبیہ کی گئی ہے۔ یعنی بسااوقات آدمی ایک بات کو بہت معمولی سمجھ کر کرتا ہے اور اسے یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کتنی سنگین اور غضب خداوندی کا موجب ہوسکتی ہے مثلاً کسی کا مذاق اڑاتا ہے کسی کی غیبت کرتا ہے، احکام الٰہیہ کے بارے میں کوئی غلط رائے زنی کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی بے آبروئی کرتا ہے، منہ سے کوئی کلمہ کفر بکتا ہے اور ان ساری باتوں کو معمولی سمجھتا ہے اور مزے لے لے کر لوگوں کے سامنے ان کو بیان کرتا ہے، لوگ اس کی ان باتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، مگر یہ باتیں جو اس کے خیال میں بس معمولی سی ہیں اس کے حق میں غضب الٰہی کا اور نعوذباللہ بعض اوقات سلب ایمان کا موجب بن جاتی ہیں۔

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کے ہنسانے کے لئے بات کرے تو جھوٹ بولے اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجیے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304